Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

546

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम वैदिक धर्म प्रकाश

— वरन व्यवस्था

लेखक लाला मुन्शी राम

प्रकाशन वर्ष 1891

आगत संख्या 546

150418 611/134

3543

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

* ओ३म् *

भवानी भण्डार

पुस्तक संख्या 0:3/8८

पंजिका संख्या 9826

पुस्तक पर सब प्रकार की निशानियां लगाना वर्जित है। कोई महाशय १५ दिन से अधिक देर तक पुस्तक अपने पास नहीं रख सकते। अधिक देर तक रखने के लिये पुनः आज्ञा प्राप्त करनी चाहिये।

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

546:U

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

स्टाक प्रमाणीकरण १९८४-१९८५

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سلسلہ

ویدک دھرم پرکاش

نمبر ۱

ورن بیوستھا

جسکو

لالہ منشی رام پلیڈر پردھان آریہ سماج جالندھر شہر

نے

تالیف کیا

دیانندی سمت ۶۷ سنہ ۱۸۹۱ء جولائی سمت ۱۹۴۸ بکرمی ساون

مطبع ستہ دھرم پرچارک جالندھر میں لالہ منشی رام پلیڈر کے اہتمام سے چھپی

پہلی مرتبہ قیمت فیجلد ۳؍ علاوہ محصولڈاک تعداد جلد ۱۰۰۰

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آریہ سماج کے نیم

(۱) سب ستیہ ودیا اور جو پدارتھ ودیا سے جانے جاتے ہیں۔ اُن سب کا آدی مول پرمیشور ہے۔

(۲) ایشور سچدانند۔ نراکار۔ سروشکتیمان۔ نیائکاری۔ دیالو۔ اجنما۔ انت۔
نروکار۔ انادی۔ انوپم۔ سرودھار۔ سرویشور۔ سروویاپک۔ سروانتریامی۔ اجر
امر۔ ابھے۔ نتیہ۔ پوتر اور سرشٹی کرتا ہے۔ اُسی کی اپاسنا کرنی یوگیہ ہے۔

(۳) وید ستیہ ودیاؤں کا پستک ہے۔ وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا
سب آریوں کا پرم دھرم ہے۔

(۴) ستیہ گرہن کرنے اور استیہ کے چھوڑنے میں سروَدا اُدیت رہنا چاہئیے۔

(۵) سب کام دھرمانوسار ارتھات ستیہ اور استیہ کو وچار کرکے کرنے چاہئیں۔

(۶) سنسار کا اُپکار کرنا اس سماج کا مُکھیہ اودیش ہے۔ ارتھات شاریرک
آتمک اور ساماجک اُنتی کرنا۔

(۷) سب سے پریتی پوروک دھرمانوسار یتھایوگیہ ورتنا چاہئیے۔

(۸) اودیا کا ناش اور ودیا کی ورِدھی کرنی چاہئیے۔

(۹) ہر ایک کو اپنی ہی اُنتی سے سنتشٹ نہ رہنا چاہئیے۔ کنتو سب کی اُنتی
میں اپنی اُنتی سمجھنی چاہئیے۔

(۱۰) سب منشیوں کو ساماجک سروہتکاری نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہئیے
اور ہر ایک ہتکاری نیم میں سب سوتنتر (آزاد) رہیں۔

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بھومکا

آریہ دھرم کے اصولونکے پھیلانے میں آج صدہا دھرماتما پُرش تن من اور دھن کو نیوچھاور کرنے کے لیئے تیار ہیں۔ جدھر دیکھو آریہ سبھاسد اپنے دنیاوی تعلقات تک کا لحاظ چھوڑ کر بڑی مستعدی سے ستیہ کے پرچار میں مشغول ہیں۔ ایسے اُتّم زمانہ میں ہر ایک آریہ کا فرض ہے۔ کہ آریہ سماج کے نیموں اور ویدک تعلیم کے پھیلانے میں حسب مقدور کوشش کرے۔ یجروید۔ ادھیائے چھبیس کے منتر دوسرے میں صاف فرمان ہے کہ ویدوں کا گیان کسی خاص فرقے یا ملت یا مُلک کے لیئے عطا نہیں ہوا۔ بلکہ منش ماتر (ہر انسان) کے لیئے ہمارے پرم دیالو پتا پرماتمن نے دان کیا ہے۔ پھر کیا باعث ہے کہ ہم ایشور کی آگیا سے بے مکھ ہو کر اپنے اپدیشوں میں تعصب سے کام لیتے ہوئے صرف خاص خاص فرقوں کی طرف مخاطب ہوتے ہیں۔ جب تک کہ اس کُپتھ اپ (بیجا طرفداری) کو چھوڑ کر وید کے عالمگیر دھرم کو سارے سنسار میں پھیلانے کی کوشش نہیں کیجاتی۔ تب تک اُس سچے مہرشی کا مشن پورا نہ ہوگا۔ جسنے کہ آریہ دھرم کے ڈوبے ہوئے جہاز کو ویدروپی سمندر میں غوطہ لگا کر از سرِ نو نکالا تھا۔ سنسار میں جس خیال یا اصول نے جگہ پکڑی ہے۔ اُسکا اصلی باعث زیادہ اشاعت ہی ہوا ہے۔ جیسا کہ ماسٹر درگا پرشاد جی نے بھارت سُدھار میں ظاہر فرمایا تھا۔ جب انجیل کا جو کہ مسیحی تعلیم کی قرار واقعی قلمی یوروپ دیش میں کُھل چکی ہے ایک ہزار زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ جسکے باعث آج اکتالیس کروڑ سے زیادہ منش عیسائی مت کے پیرو

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نظر آتے ہیں تو ویدک مت کی تعلیم کی پُستکیں (وید بھاشیہ اور ستیارتھ پرکاش) اگر اور زبانوں میں ترجمہ ہوکر ہر فرد بشر کے کانوں تک پہونچائے جاویں۔ جو کچھ بھی لکھ پڑھ سکتے ہیں۔ تو اسمیں کوئی شک نہیں کہ تھوڑے ہی عرصے میں ستیہ کا پرچار سارے بھوگول میں ہوجاوے لیکن افسوس کی بات ہے۔ کہ سیریمتی پرا اوپکارنی سبھا نے ادھکاری اور سبھاسد ان اپدیش اور امولیہ گرنتھوں کے ترجمہ کی اجازت نہیں دیتی۔ زبان اردو تو درکنار انگریزی (جسمیں آج ہر قسم کے خیالات ظاہر ہوسکتے ہیں) میں بھی ترجمہ کرنیکی اجازت آجتک پروپکارنی سبھا کے ادھکاریوں نے کسی کو نہیں دی۔ ہمنے کئی ایک بھدر پُرشوں کی زبانی سُنا ہے۔ کہ ترجمہ کی اجازت نہ دینے کی یہ وجہ ظاہر کیجاتی ہے۔ کہ شاید دوسری زبانوں میں سری سوامی دیانندجی مہاراج کے آشے کو ٹھیک طور پر ظاہر نہ کیا جاسکیگا۔ لیکن یہ عذر ٹھیک نہیں ہے جن الفاظ کے لیئے ہمیں دوسری زبانوں میں ٹھیک شبد اُس آشا کو ظاہر کرنیوالے نہ ملیں۔ جو ہم ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ تو بجنسہ اصل الفاظ کو درج کرکے دوسری بھاشا میں اسکا مطلب بطور نوٹ کے ظاہر کرسکتے ہیں۔

یہ بات چھپی ہوئی نہیں ہے۔ کہ زیادہ تر سبھاسد آریہ سماج کے ایسے ہیں جو سنسکرت تو درکنار ہندی بھاشا سے بھی بے بہرہ ہیں۔ پس جب تک زبان انگریزی اور اردو میں ایسے گرنتھ موجود نہ ہوں۔ جو آریہ دھرم کے اصولوں کو ٹھیک طور پر ظاہر کرسکیں۔ تب تک ایسے سبھاسدوں کی نسبت ہم پختگی سے نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ ستّ دھرم کی ٹھیک پیروی کرسکینگے آج جو اکثر افسوسناک خبریں سماجوں کی سُستی اور کبھی کبھی ٹوٹ جانیکی بھی آتی ہیں۔ انکا باعث صرف یہی ہے۔ کہ ہر جگہ ہندی بھاشا اور سنسکرت سے واقف ستیارتھ پرکاش اور وید بھومکا کے گوڑھ مطلب کو سمجھنے والے سچے آریہ موجود نہیں۔ بعض جگہ تو ایک آریہ بھی ستیارتھ پرکاش کے گمبھیر مضمونوں تک کو سمجھنے والا نہیں ملتا۔ ایسے واقعات کی موجودگی آریہ سماج کے سبھاسدوں کے پُرشارتھ پر بڑا بھاری دھبہ ہے۔ اور جب تک اسکو دور نہیں کیا جاتا۔ تب تک عوام کے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دلوں میں آریہ سماج کے اصول کبھی جگہ نہیں پکڑ سکتے۔

اِسمیں کوئی کلام نہیں کہ ہر سال بیسیوں اُردو کے چھوٹے بڑے ٹریکٹ اور پمفلٹ نکلتے ہیں جنہیں آریہ سماج کے اصولوں کا ظاہر کرنیوالا بیان کیا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ مولف یا مصنف کا مطلب یہہ نہیں ہوتا۔ کہ سلسلہ وار آریہ سماج کے اصولونپر بحث کر کے اُنکی صداقت عوام تک پہونچائی جاوے۔ بلکہ ایک خاص مضمون پر چند متعدد خیالات ظاہر کر کے اپنا نام مصنفوں کی فہرست میں داخل کرانیکا منشاء ہوتا ہے۔ اِسلیئے اُن ٹریکٹوں سے وہ مطلب سِدھ نہیں ہوتا۔ جو بھاشا جاننے والونکے لیئے ستیارتھ پرکاش سے ہو سکتا ہے۔

ہمارے نوجوان پُرجوش آریئے اکثر جواب دیا کرتے ہیں۔ کہ جو شخص ہندی بھاشا کے سیکھنے کا پرشرم بھی نہیں کرتا۔ وہ آریہ ہونے کا اُدھکاری نہیں ہے۔ اور اگر ستیارتھ پرکاش اور بھومکا کا ترجمہ اردو یا انگریزی میں ہو جاویگا۔ تو کوئی آریہ بھی اپنے سودیشی بھاشا سیکھنے کی کوشش نکریگا۔ ہم اپنے اُن بھائیوں سے پرشن کرتے ہیں کہ کیا ایسے منشوں کو جو کسی بھاشا کو بھی نہیں جانتے۔ ویدک دہرم گرہن کرنیکا ادھکار نہیں ہے۔ جو اگر ہے تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ بیچارے اردو اور انگریزی دانونکو ویدارتھ سے محروم رکھا جاوے۔ جبکہ ویدونکا سننا بھی آریوں کے پرم دہرم میں شامل ہے۔ سننا صرف زبان سے ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ تحریر کے ذریعہ بھی ہم ہر ایک بات کو سُنا سکتے ہیں۔ پس ایسے آریہ بھائیوں کو جو ہندی بھاشا بھی نہیں جانتے۔ اُردو اور انگریزی بھاشا کے ذریعہ ویدونکا سنانا ضروری ہے۔

واقعات بالا کو مدنظر رکھ کر ہمیں نے یہہ ارادہ کیا ہے۔ کہ آریہ دہرم کے موٹے موٹے اصولونکو لیکر سلسلہ وار یعنی اور وید اور ویدانکول شاستروں کے پرمانوں سے اُنپر بحث کیجاوے۔ اور اعتراضونکے معقول جواب قلمبند کر کے اپنی ودیا اور بدھی کے انوسار آریہ دہرم کے اصولونکو اردو دان پبلک تک پہونچایا جاوے۔ ہمنے اِن ٹریکٹوں کے سلسلے کا نام **سلسلہ ویدک دہرم پرکاش** رکھا ہے۔ کیونکہ اِسکے ذریعہ سے ویدک دہرم کا پرکاش کرنا منظور خاطر ہے۔

اوم شانتی! **منشی رام ورما**

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انوبھومکا

سلسلہ ویدک دھرم پرکاش کو میں نے ورن بیوستھا کے بچار سے آرمبھ کیا ہے۔ کیونکہ بھارت ورش میں جہالت مُنشو نکے ورنوں سے پتت ہونے کا ہی نتیجہ ہے۔ جب تک گُن کرم کے انوسار ورن کی بیوستھا رہی۔ تب تک براہمن وید پاٹھی سوشیل اور دھارمک ہوتے رہے۔ جنم پر ورنوں کی تقسیم کرنیکے وقت سے ہی بھارت کا ادھ پتن شروع ہوا اور آدیا روپی بادلوں میں ویدروپی سورج چھپ گیا۔ جب تک ورنوں کا ٹھیک وبھاگ (تقسیم) وید انوسار ازسرِنو نہیں ہوتا۔ تب تک اودیا ہمیں نہیں چھوڑتی۔ میں نے اس مضمون پر جالندھر آریہ سماج میں ایک مفصل ویاکھیان دیا تھا جسمیں مناسب کمی زیادتی عبارت اور خیالات کی کر کے اب ناظرین کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ میرا مطلب عبارت آرائی اور زباندانی کی لیاقت ظاہر کرنے کا نہیں۔ بلکہ وید اور شاستروں کا سدھانت اپنی بُدھی انوسار ورنوں کی تقسیم کے بارے میں ناظرین کے روبرو پیش کرنیکا ہے۔ ایشور دیانند مجھے ستیہ لکھنے اور کرنیکی شکتی دے۔

اوم تت ست

منشی رام ورما

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ओ३म्

ورن بیوستھا

پیارے آریہ ورت کی حالت پر ایک سرسری نظر ڈال لینے سے بھی ظاہر ہو جائیگا۔ کہ آج جو گری ہوئی حالت ہم اپنے دیش کی دیکھتے ہیں۔ وہ زیادہ تر **جات پات** کے جھوٹے بندھنوں اور فضول جھگڑوں کی بدولت ہے۔ جو لوگ ہندو قوم کے **جاتی وبھاگ** کو ویدک آریوں کی ورن بیوستھا سے منسوب کرتے ہیں۔ وے بڑی بھاری بھول میں پڑے ہوتے ہیں۔ یہ دو مختلف لفظ ہی ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ اگر دونوں کا ایک ہی مطلب اور انکے ایک ہی معنے ہوتے تو کبھی بھی ایک خیال کے ظاہر کرنے کے لیئے دوسرا من گھڑت لفظ استعمال میں نہ آتا۔ آج جو **جاتی** کی تقسیم در تقسیم دکھائی دیتی ہے۔ وہ ویدک رشیوں کے زمانہ میں بالکل نہ تھی۔ اور نہ ہی اس تقسیم کا نام جاتی شبد سے آرش گرنتھوں میں کہیں ظاہر کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ جیسا آگے چلکر دکھلایا جاویگا۔ پورانوں کے اول اول زمانے میں بھی جات پات کی کچی حالات کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ جاتی کے لفظی معنے جنس کے ہیں۔ مثلاً منش جاتی۔ اشو (گھوڑا) جاتی۔ پشو جاتی وغیرہ وغیرہ۔ اور چونکہ انسان گو ہے کل ایک ہی جنس سے ہر [illegible] و انکے گن۔ کرم۔ اور سوبھاؤ کیسے ہی مختلف کیوں نہ ہوں۔ اسلیئے منش جاتی کے وبھاگ یعنی قسموں کا بھید جاتی کبھی نہیں کہلا سکتا۔ منشوں کی تقسیم اگر پرتیکش آدی پرمانوں سے کیجاوے۔ تو دو ہی طور پر ہو سکتی ہے۔ **اول** بلحاظ نسل یا ابدی **دوم** بلحاظ پیشہ او کرم۔ **اول صورت** میں منشوں کی فطرت کی طرف غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ قدرتی طور پر دو [illegible] قسام کے منش ہو سکتے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں۔ ایک دیو جو ایشوریہ نیم یا قانون قدرت کے مطابق اپنے جیون کو بنانیوالے ہوں۔ اور دوسرے اصطلاح میں نیک مردوں کے نام سے منسوب ہوتے ہیں۔ دوسرے دی جو ان نیموں یعنی قوانین کو توڑنے والے یعنی اُنکے برخلاف چلنے والے ہوں۔ اور ایسے انسان بدوں کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ ہمارے سچے ویدودیا کے ماہر رشیوں نے بھی اسی لئے منش جاتی کے پہلے دو بھاگ کیئے ہیں۔ چنانچہ شت پتھ براہمن میں لکھا ہے۔

द्वयं वा इदं न तृतीयमस्ति। सत्यं चैवानृतं च सत्यमेव देवा अनृतं मनुष्या इति॥ श०का०१।अ०१।ब्रा०१॥

"وصفوں کے پائے جانے سے انسانوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک دیو اور دوسرے منش۔ ان میں بھید ہونیکے سچ اور جھوٹھ دو باعث ہیں۔ جو ست بولنے ست ماننے اور ست کرنیوالے ہیں۔ سے دیو اور جو جھوٹھ بولنے ماننے اور کرنیوالے ہیں۔ وے منش" اسی اختلاف کو مدنظر رکھکر آرش گرنتھوں میں منش۔ آریہ۔ اور دسیو دو قسموں میں تقسیم کیئے گئے ہیں۔ اب سوچنا چاہیئے کہ آیا کسی گپتی یا پران سے بھی یہ تقسیم کسی خاص فرقے یا ملت کے متعلق ہو سکتی ہے۔

ہر وچارشیل منش کو جواب دینا پڑیگا۔ کہ ہرگز نہیں۔ کیا ہندوؤں میں کوئی بھی بد آدمی نہیں ہوتا اور عیسائیوں میں کُل کے کُل بد ہوتے ہیں۔؟ ذرا نظر انصاف سے دیکھا جاوے۔ تو قبول کرنا پڑے گا کہ اس زمانے میں وہ فرقہ ہی جسکو ہمارے سادہ لوح پورانک بھائی ملیکش کے نام سے پکارتے ہیں۔ زیادہ تر سچے نیکمردوں کی موجودگی کا فخر کر سکتا ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم ایک خاص قوم کو نیکی کا خطاب دیکر دیگر اقوام کو بدی کے نام سے بدنام کریں۔ اس قدرتی اور معقول نتیجے پر پہونچکر ہم پرشن کرتے ہیں کہ کیا ہندوؤں کی جات پات کا بندھن اس سچے نیم پر مبنی ہے؟

افسوس کے ساتھ جواب دینا پڑتا ہے کہ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں۔

اب ہی **صورت دوم** یعنی منش جاتی کی تقسیم بلحاظ پیشہ اور کرم۔ ہر زمانے اور ہر قوم میں پیشوں اور کرموں کے لحاظ سے منش جاتی کی تقسیم کم و بیش ہوتی رہی ہے۔ زمانہ سلف کے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

روم میں **پیٹریشئیں** (اعلےٰ یا اشراف) **پلیبئین** (ادنےٰ) اور غلام کی تقسیم کچھ اُسی ملک تک محدود نہیں رہی تھی۔ بلکہ سلطنت روم کے پہلے اور اُس سے بعد بھی صدہا قوموں میں قریب قریب ایسی ہی تفریق ہوتی چلی آئی ہے۔ اسمیں کوئی شک نہیں، کہ یہ تقسیم بھی کسی حالت میں انصاف پر مبنی نہیں کہی جاسکتی۔ تاہم اِس سلسلۂ تفریق سے ہمیں یہ سبق ضرور ملتا ہے۔ کہ پیشہ اور کرموں کے لحاظ سے تقسیم انسانی ایک قدرتی امر ہے۔ گو انسان اپنی خودغرضی کے باعث اِس پاک اصول میں کچھ ملاوٹ ضرور کردیا کرتا ہے۔ رومن قوم میں پوجاریوں کے فرقوں کا زور پکڑنا کچھ مسلمانوں کے **سیدوں** کی کامیابی سے فرق نہیں رکھتا۔ ہر قوم میں خاص خاص فرقوں نے دوسروں کو اپنی دماغی یا جسمانی طاقت کے باعث دبا کر اپنے ماتحت کرنیکی کوشش جہالت کے زمانے میں کی ہے۔ اگر اُسی سلسلہ کی پابندی میں آریہ ورت میں بھی ایک فرقے نے اپنے کُل دیگر بھائیوں کو اپنا غلام بنالیا۔ تو تعجب کی کون سی بات ہے؟ سنسار کا اتہاس ہماری روبرو ایک مضبوط شہادت مُنش کی خودغرضی کی موجود ہے۔ اور اِسی لیئے ہم مختلف قوموں کی مختلف حالتوں کا مقابلہ کرکے انسانی ملاوٹوں کو ہٹا ایشور کے سچے نیموں کے مطابق پیشہ اور کرموں کی بنیاد پر مُنش جاتی کی تقسیم کرسکتے ہیں۔

اِس امر کا ثبوت سارے سنسار کی تاریخ سے ملتا ہے۔ کہ جب اودیا کسی مُلک کو آدباتی ہے انسان سوارتھ بس ہوکر ضرور ایک دوسرے کو دبانے اور اپنے آدھین کرنے کی کوشش کرتا ہے زمانۂ گزشتہ کے ملکوں کے جہاں تک حالات معلوم ہو سکے ہیں۔ اُنسے ظاہر ہے کہ ہر ملک اور قوم میں جب کبھی کسی فرقے نے ثروت حاصل کی ہے۔ اُسے اپنے بھائیوں کو طوق غلامی پہنانے میں ہی استعمال کیا ہے۔ مُلک **مصر** قدیم کی سماجک حالت کو بیان کرتے ہوئے **ڈاکٹر ٹیلر** مشہور مورخ فرماتے ہیں۔

"متفامی واقعات نے مصر کے باشندگان کی عادات وطرائق پر نمایاں اثر پیدا کیا تھا۔ مشرق کی پہاڑی ممالک اور ڈیلٹا کی دلدل میں زراعت غیرممکن تھی۔ اِس لیئے وہاں کے باشندے گڈریوں

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی زندگی بسر کرتے تھے .... اِس تفریق طرزِ زندگی اور شادی نت
نتیجہ ورن بیوستھا تھی۔ جو اِس قوم میں بھی بطور ہندوؤں کے رائج تھی۔ پادری اور جنگی فرقہ بہت ہی
عزت سمجھا جاتا تھا۔ اُنکے بعد زراعت پیشہ سوداگر جہازران اور اہل حرفت کا رتبہ تھا۔ لیکن اُنکی تفریق پر
اکثر تبدیلیاں عمیں آتی تھیں۔ سب سے نیچ ذات گڈریوں کی سمجھی جاتی تھی۔ کیونکہ ہر ایک گڈریا مصر
کے لیئے باعث نفرت تھا" یہاں یہ دیکھہ کر کیسی حیرانی پیدا ہوگی۔ کہ گزشتہ زمانہ میں ایک ایسا ملک تھا جس
کی سب سے نیچ قوم کی حالت ہمارے شودروں سے کئی درجہ بڑھکر خراب تھی۔ ذات کی تفریق کا یہیں تک
خاتمہ نہ تھا۔ بلکہ فرقہ پادریوں میں ایک مندر کا پادری دوسرے مندر کے پادری کا جانشین کسی حا
میں نہیں ہو سکتا تھا۔

میں نے ہر ایک ملک کے زمانہ تاریکی کی تاریخ کو غور سے پڑھکر یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ ہر قوم میں
پرماتما کے انتظام کے موافق ورن بیوستھا کی ضرورت پڑتی رہی ہے۔ اور اِس قدرتی نیم کی آڑ میں ہر
کے زبردست آدمیوں نے اپنے کمزور بھائیوں کو اپنا غلام بنایا۔ لیکن ساتھ ہی اس کے یہ بھی
دیکھنے میں آیا۔ کہ رفتہ رفتہ اِن زبردست ستم رسیدہ ہر قوم کے شودروں نے اپنے حقو
کو سمجھ کر ایسی مستقل مزاجی سے کوشش کی کہ اپنے کُل حقوق بے انصافوں سے زبردستی
لیئے۔ رُوم میں فرقہ **پلیبین** (ادنےٰ) کی کوششوں کا اخیر یہ نتیجہ ہوا۔ کہ کل استحقاق اُنہیں
بطور فرقہ **پیٹریشئین** کے ملگئے۔ **ملک فارس قدیم** میں بھی ایک خاص فرقہ
نے کل ملک میں عبادت کا ٹھیکہ لے رکھا تھا۔ اور ساتھہ ہی اِس کے کُل اعلےٰ عہدے اپنے
اختیار میں کر لیئے تھے۔ **ملک گال** (فرانس قدیم) کی نسبت بھی مورخ گویزٹ صاحب
اپنی کتاب موسومہ **تاریخ شائستگی فرانس** میں ذاتوں کی بیجا تفریق کا ایسا ہی د
لگاتے ہیں۔ اُنکا بیان ہے۔ کہ یہ چار قسم کے اشخاص۔ چار مختلف مجلسی حالتیں۔ اِبتدا
ملک گال میں موجود تھیں (۱) **سینیٹر** (ملکی انتظام کی کمیٹی کے ممبر) (۲) **کیوریل**
میونسپل کمیٹی کے ممبر و دیگر متمول لوگ) (۳) **عوام** جنکا نام بھی ٹھیک نہیں تھا (۴)

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

غلام‘‘ غلام دو قسموں میں منقسم تھے۔ ایک فرقہ غلاموں کا وہ تھا۔ جو بطور زنان خانہ کام کرتے
تھے۔ اور جو کسی قدر دوسرے فرقہ غلامان سے آسودہ حال تھے۔ جنکا کام اپنے مالکان کی اراضی
کاشت کرنا تھا۔ اِس بات کی اِسجگہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ کہ کس کس پر شمار تھا اور
کن کن واقعات کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ اِن قوموں میں سے غلامی بالکل دور ہو گئی۔ حالانکہ ہندوستان
باوجود ہزارہا برس کی مدتوں کے بھی غلاموں کی موجودگی کا فخر کر سکتا ہے۔ ہم صرف یہ
جتلانا چاہتے ہیں۔ کہ گوئیزٹ سے مشہور علم تاریخ کے فلاسفر نے ذات کی تفریق کی کیا وجہ
بتلائی ہے۔ اُنہوں نے اِس ساری نامناسب اور بے انصافی پر مبنی تفریق کا باعث صرف
طاقت کا فرق بتلاتا ہے۔ اور لفظ طاقت میں اُنہوں نے صرف جسمانی طاقت کو ہی
محدود نہیں رکھا۔ پرماتما کے انتظام اور جیو آتما کی کمزوری کا مشاہدہ ہمیں اِس نتیجہ پر
پہونچاتا ہے۔ کہ کوئی شخص بھی اکیلا بلا مدد غیرے کوئی کام نہیں کر سکتا۔ جہاں تک انسانی
تجربہ پہونچتا ہے۔ یہی معلوم ہوتا ہے کہ سوائے سرو شکتیمان ایشور کے کسی شخص کو طاقت نہیں
کہ خود بخود اپنے سب کام پورے کر سکے۔ ایک ادنیٰ کام اِس سنسار میں انسان کے لیئے پیٹ بھرنا
ہے۔ جسمیں وہ کبھی کامیاب نہ ہو سکے۔ اگر دوسرے انسانوں کی مدد اُسے نہ ملے اِس باہمی
کا یہیں تک خاتمہ نہیں۔ بلکہ انسان کو اپنے محدود ہونیکے سبب جڑ جگت (مادی دنیا) سے
بھی بہت کچھ مدد لینی کی ضرورت پڑتی ہے۔

پیارے ناظرین! آپ میں سے اکثر صاحبان نے رابن سن کروسو کا سادہ قصہ پڑھا ہوگا
کیا آپنے کبھی اِس امر پر غور نہیں کیا۔ کہ جب تک ایک دوسرا شخص یعنی فرائیڈے بیچارے
رابن سن کو نہیں ملا تھا۔ تب تک اُسے اپنے پیٹ بھرنے میں بھی صدہا مشکلوں
کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ جب صرف شکم پوری کے لیے کسان دوکاندار پنساری، باورچی
وغیرہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور پھر بھی اگر زمین عمدہ نہ ہو۔ تو اناج کا پیدا ہونا مشکل بیل یا
گھوڑے نہوں۔ تو کاشت مشکل۔ اگر بڑھئی نہ ہوں تو ہل وغیرہ کی مرمت مشکل۔ غرضیکہ جیسا ت

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

صرف چیتن کو چلتا پھرتا رکھنے کیلئے بشمار انسانوں تک ہی خاتمہ نہیں۔ بلکہ جڑ جگت کی بھی بڑی بھاری مدد درکار ہے۔ تو مکتی کے آنند کا تو کیا ہی کہنا ہے۔ سنسار کے اور بڑے بڑے بیوہار بھی بلا مدد نہیں چل سکتے۔ انسان کی فطرتی کمزوری اُسے مجبور کرتی ہے۔ کہ وہ دوسروں کی امداد کا دست نگر ہو۔

ویداور ویدانگوں کے پرمان

یہی عالمگیر اصول کے اوپر آریوں کے ورن بیوستھا کی بنیاد تھی۔ جیو آتما کی کمزوری اور پچھتا لینے لازمی ٹھہرا دیا۔ کہ دیالو پرماتما اُسکے جیون اُدیش کے پورا کرنے کے لیے اُسے اوتم سکشا اپنے نیم کے انوسار دیویں۔ اور پرم پتا کے سچے پتروں نے اسکی سچی سکشا کو سمجھ کر اس کے انوسار عمل کرنا شروع کر دیا۔ ویدمقدس میں ہمیں جگہ جگہ اسی امر کی سکشا ملتی ہے کہ ایشور کا گیان اور اسکی سرشٹی کے اوتم اور سندر پدارتھ کسی خاص شخص یا فرقہ کے لیے نہیں بنائے گئے۔ بلکہ کل پرجا اُس مہاراجوں کے ادھیراج کی آگیا کے حقدار ہے۔ لیکن چونکہ انسان کل جیون کا اُدیش پورے طور پر اکیلا پورا نہیں کر سکتا اس لیے منش کی صفائی کے لیے جگت پتا نے ایسے ہکاری نیم باندھ دیئے جنکے مطابق چلکر وے پورے آنند کو پا سکیں۔ جیسا اپنے کرموں کے انوسار چال کرنا انکے لیے لکھا ہے بموجب یجروید ادھیائے ۳۱ منترا ۱۱ میں ان باتوں کے لحاظ سے آریہ یعنی اشٹ پرشوں کے چار بھاگ کیے گئے ہیں۔

ब्राह्मणो ऽस्य मुखमासीद् बाहू राजन्यः कृतः। ऊरू तदस्य
यद्वैश्यः पद्भ्यां शूद्रो अजायत॥

ارتھ۔ اس دیالو پرماتما کی سرشٹی میں مکھ کے سمان اوتم برہمن اور بازوؤں کے سمان کشتری جنگھا کے سمان سب استھانوں میں آنے جانے والے ویشیہ اور پیر کے سمان۔ جو نیچ ہیں وے شودر ہیں۔

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

اسی منتر کے ارتھ ہمارے پورانک بھائی اَودیا کے بس ہو کر یوں کرتے ہیں کہ
براہمن ایشور کے مُنھ سے۔ کشتری بازو سے۔ ویشیہ جانگھ سے۔ اور شودر پیروں سے
پیدا ہوئے ہیں "" اور بحث کرتے ہیں کہ جیسے منہ بازو نہیں بن سکتا۔ اور جانگھیں بازو
نہیں بن سکتیں۔ اسی طرح براہمن اور ویش کشتری بھی نہیں بن سکتے مگر آج تک یہ معنے
اوپر کے وید منتر کے کسی پراچین ودوان نے نہیں کیئے۔ اور جیسا کہ آگے دکھلایا جاویگا۔
اب تک پنڈت لوگ اسکے وہی معنے کرتے ہیں۔ جو کہ ہم نے لکھے ہیں۔ تاہم اپنے پورانک بھائیوں
کی بھرانتی مٹانے کے لیئے ہم اپنی صداقت میں اور واقعات متعلقہ اور پرمان پیش کرنا چاہتے
ہیں۔ یہ منتر یجروید کے پُرش سوکت کا ہے۔ اس سوکت میں پرماتما کو نراکار سے برہمانڈ کا آشرے
بھوت اور جگت سے بھی پرے مانا ہے۔ پس اگر وید ایشور کا سچا گیان ہے۔ تو اُنمیں ایسا مخش اختلاف
نہیں ہو سکتا۔ جب ایشور بے انت ہے۔ تو اسکا بھوتک شریر کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ بھوتک چیز
ہمیشہ انت والی ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ **شری سوامی دیانند جی** نے ستیارتھ
پرکاش کے تیسرے ایڈیشن کے صفحہ ۲۰۶ پر فرماتے ہیں "جب وہ نراکار ہے تو اسکے منہ وغیرہ انگ
نہیں ہو سکتے۔ جو منہ وغیرہ انگ والا ہو۔ وہ پُرش یعنی ویاپک نہیں۔ اور جو ویاپک نہیں وہ
قادر مطلق دنیا کا بنانے پالنے اور ناش کرنے والا جیون کے پُن اور پاپوں
کی ویوستھا کرنے ہارا ہمہ دان۔ موت سے علیحدہ وغیرہ صفتوں سے موصوف بھی
نہیں ہو سکتا"

لفظ ورن (جو آریوں کی اس چار گونہ تقسیم کے لیئے خصوصیت سے استعمال کیا جاتا ہے) اسکے
معنے ہی ظاہر کر رہے ہیں کہ ہمارے پورانک بھائی صرف تعصب کی تاریکی سے اندھے ہو کر
برہمن۔ کشتری۔ ویش۔ شودر کی تقسیم کو جنم سے ہی کرتے ہیں
یاسک منی نے اپنے نروکت نگھنٹو کے دوسرے ادھیائے کے تیسرے کھنڈ میں "ورنو ورنوتے"
پرماتما کشتری ہے۔ اور ورن اسی تقسیم کا نام اسلیئے رکھا ہے۔ کہ جیسے کہ جس کے گُن

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور کرم ہوں - ویسا ہی اُسکو ادھکار دینا چاہیئے"۔ اِس سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ایشور کا شریر رچیہم ، ماننے والے صرف آرش گرنتھوں سے ناواقفیت کے باعث جات پات کے زنجیر کو ڈھیلے پڑتے دیکھ کر اُسے مضبوط کرنے کے (زمانہ حال کے مطابق) وہی خیال سے اِس پاپ کے بھاگی ہوتے ہیں۔ جسقدر رشی منیوں کی بیش قیمت دماغی اور روحانی تفتیش کے خزانے میں زیادہ غوطہ لگایا جاوے۔ اِسی قدر زیادہ اطمینان ہوتا ہے کہ ویدک پاکیزہ تعلیم میں اُنکے زمانہ تک کسی قسم کی ملاوٹ نہیں ہوئی تھی۔

شت پتھ براہمن میں اِسی خاص منتر کی ویاکھیا کرتے ہوئے برہمہ رشی فرماتے ہیں۔

ब्रह्म हि ब्राह्मणः॥ क्षत्रं हीन्द्रः क्षत्रं राजन्यः॥ श० का० । ५ अ० १ । ब्रा० १ ॥

ارتھ۔ ویدادھیرن کی اُپاسنا سے ودیا وغیرہ اعلےٰ اوصاف سے موصوف ہونے سے انسان براہمن کہلاتا ہے۔ جو انسان دھرم کی رکشا کرتا ہوا دشمنوں کو مارتا ہے۔ اور پرجا کی رکشا کرتا ہے۔ اسی کو کشتری کہتے ہیں"۔ اِس سے آگے بھی شت پتھ براہمن میں اِسی پانچویں کانڈ میں کشتری کے لکشن تشریح کے ساتھ لکھے ہیں۔ اِسی براہمن کے تیرہویں کانڈ میں پچھیا یا گا دھرم ظاہر کرتے ہوئے جتلایا ہے۔ کہ براہمن اور کشتری کہلانے کے کون کون پرش ادھکاری ہیں۔ آپستمب سوتر میں بھی صاف لکھا ہے کہ کرموں کے انوسار اُتم ورن کے منش ادھم اور ادھم کے اُتم ہو جاتے ہیں۔

धर्मचर्यया जघन्यो वर्णः पूर्वं पूर्वं वर्णमापद्यते जाति परिवृत्तौ॥ अधर्मचर्यया पूर्वो वर्णो जघन्यं जघन्यं वर्णमापद्यते जाति परिवृत्तौ॥

ارتھ۔ دھرم آچرن سے نیچ ورن والا اپنے سے افضل ورن کو پاتا ہے۔ اور وہ مٹی ورن

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں گنا جاوے۔ کہ جسکے لائق وہ ہو۔" اوہم آچرن سے ادتم ورن والا اپنے سے نیچے
ورن کو پاتا ہی اور وہ اسی ورن میں گنا جاوے۔"

آریہ ورن کی تقسیم کی نسبت یہی رائے یوروپ کے بڑے بڑے سنسکرت دانوں کی ہے
اور اُن مہذب ممالک کے فاضل ورنوں کی اسی قسم کی تقسیم کی ضرورت کو قانون قدرت
کے عین مطابق سمجھتے ہیں۔ چنانچہ دیوان بہادر رگھوناتھ راؤ سے مشہور ریفارمر مدراس
کی رائے اسجگہ قابل غور ہے۔ وے اخبار ہندو مدراس میں لکھتے ہیں۔" ہیرلڈ سپنسر
شاید سب سے بڑا ریفارمر جو موجودہ دنیا نے نمودار کیا ہے۔ ایک عام اصول قائم کرتا ہے۔
کہ سوسائٹی (مجلس) کی بناوٹ اور اُس کے فرائض* کی پیروی کرتے ہیں۔ دوسرے
الفاظ میں سوسائٹی کا ایک خاص حصہ دماغ کی بناوٹ اور اُسکے فرائض سے مشابہت
رکھتا ہی۔ سوسائٹی کا دوسرا حصہ بازوں کی بناوٹ اور انکے فرائض سے مشابہت رکھتا ہے
ایک حصہ سوسائٹی کا ہاتھوں اور لاتوں کی بناوٹ اور فرائض سے مشابہت رکھتا ہی
اب کیا یہ ٹھیک ٹھیک وہی نہیں ہے۔ جو ہندوؤں کے شاستر کا مطلب ہی۔ جب کہتے ہیں
کہ برہمن برہما کے دماغ سے پیدا ہوئے ہیں۔ کہ کشتری برہما کے بازوؤں سے پیدا ہوئے
اور کاشتکار۔ اہل حرفت۔ اور سوداگری پیشہ اُس کے دوسرے حصوں سے پیدا ہوئے۔ لفظ
برہم سے شاستروں کی مراد عام انسانی حالت یا انسانی نیچر کی شخصیت سے ہے سمجھ دار آدمیوں کو
اسپر غور کرنا چاہیئے۔" پورانک لوگ برہما کو ایک دیہ دھاری شخص (انسان) سمجھتے ہیں
اسی لیئے انہیں ایک غلطیات ثابت کرنے کے لیئے بہت سی اور غلطیاں ہیں۔ وہ خیال پایا جاتا
ہے۔ سری سوامی جی مہاراج نے اپنے ستیارتھ پرکاش میں برہما کے انگوں سے پیدا ہونے کے
خیال کو دلیل کے ترازو پر تول کر بالکل ٹھیک نہیں پایا۔ وہ اپنی معمولی نرالی طرز تحریر میں
فرماتے ہیں "اور جو منہ وغیرہ حواسوں سے براہمن وغیرہ پیدا ہوتے تو علت کے
مطابق معلول کی شکل ضرور ہوتی۔ جیسے منہ کی شکل گول ہے۔ انکے جسم کی شکل بھی گول

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

منہ کیطرح ہونی چاہیے تھی۔ کشتری کا جسم بازوؤں کیطرح ویشوں کا جانگھوں کیطرح اور شودر کا جسم پیر کی شکل ہونا چاہیے۔ ایسا نہیں ہوتا۔ اور جو کوئی تم سے سوال کریگا۔ کہ جو جو منہ وغیرہ سے پیدا ہوئے تھے۔ انکی براہمن وغیرہ سنگیا ہوئی۔ لیکن تمہاری نہیں۔ کیونکہ جیسے سب لوگ جسم سے پیدا ہوتے ہیں۔ ویسے تم بھی ہوتے ہو تم منہ وغیرہ سے پیدا نہ ہو کر ناحق غرور کرتے ہو" وید اور اس کے انوکول آرش گرنتھوں سے صاف ثابت ہے۔ کہ برہمن بیج کا نام نہیں ہے۔ جنم سے نہ کوئی برہمن نہ کوئی کشتری سب کی ایک ہی حالت ہوتی ہے۔ یہ سب کرموں کا طفیل ہے۔ کہ منش مختلف درجوں میں تقسیم ہو جایا کرتے ہیں۔ وید اور شاستر تو ایکطرف ہے۔ پرانوں کو بغور پڑھنے سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ گونا گوں پرماتما کی پرارتھی ہیں جو کٹھن سادھن کرنے پڑتے ہیں۔ انکی تکلیف سے بچنے کے لیئے پرانوں کے مصنفوں نے بعید از قیاس اور عقل کہانیاں گڑھکر ایشور کو مجسم ٹھہرا دیا تھا۔ تاہم کسی غیر جنس کے نہ ہونے کے سبب اب تک انہیں ورنوں کی تقسیم میں دخل دینے کی ترغیب نہیں ہی تھی جات پات کے موجودہ بندھنوں کا پرانوں کے زمانہ تک کہیں نام و نشان بھی نہ تھا۔ مسلمانوں کی بادشاہت کے ایکا نتیجہ ہوا۔ کہ آریہ قوم نے اہل اسلام کے زبردست پنجے سے بچنے اور اپنی قومیت قایم رکھنے کیغرض سے ایکنئی خلاف قدرت انتظام کو ورنوں کی تقسیم میں جل دیا ایک بڑا بھاری فایدہ اس انتظام کا یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ آریہ بنش کی قومیت ایک علیحدہ قایم رہی۔ ورنہ اسلام کی تیز لہر کی تھپیڑ میں آکر نیست و نابود ہو جانیکا احتمال تھا ہم اسوقت اس امر پر بحث کرنا نہیں چاہتے۔ کہ ہندو اور مسلمانوں کی ایک قوم بنجانے کا نتیجہ کیا ہوتا۔ اور کہاں تک ہندو شاستروں کی شانتی دایک تعلیم اسلام کے مہلک جوش میں نرمی اور بردباری پیدا کر دیتی۔ قوم کے بزرگ اور تجربہ کار ریفارمر یکی سہری کر لیتے ہوئے اگر ہم یہ بھی مان لیویں کہ ورنوں کی تقسیم جنم پر قایم کرنے سے ہماری قومیت قایم رہگئی ہے۔ تاہم اسکی بدولت آج ہم جن فتنوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ انہیں بھول نہیں سکتے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور نہ کوئی قوم کا بھی خواہ آج اُن بیجا قیود کو قایم رکھنا روا سمجھیگا - جبکہ اُنکی بدولت بجائے فائدہ (اگر کوئی کسی زمانہ میں تھا) کے ہمیں صدہا مصیبتوں میں گزرنا ہو کر قوم کی ترقی میں حسرت کی نگاہ سے رکاوٹ دیکھنا نصیب ہوتی ہے -

سمرتی اور پرانوں کے پرمان

آریہ سماج کے عقیدے کے مطابق گو منوسمرتی کا بہت بڑا حصہ ویدوں کی تعلیم کے مطابق ہونے سے ماننے کے قابل ہے تاہم اسمیں کئی ایک جگہ خود غرض لوگوں نے اپنا مطلب سِدھ کرنے کے لیئے اپنی طرف سے شلوک گھڑ کر ڈال دیئے ہیں - لیکن ہمارے پورانک بھائی منوسمرتی کا ایک ایک لفظ (موجودہ حالت میں) ٹھیک اور قابل پابندی سمجھتے ہیں منوسمرتی کو مجموعی طور پر پڑھنے سے بھی واضح ہوتا ہے کہ اُسکے مصنف نے ورنا شرم کے مضمون میں ورنوں کی تقسیم کو نطفے پر کہیں بھی نہیں رکھا ہے - چنانچہ منوسمرتی کے دوسرے ادھیائے کے اٹھائیسویں شلوک میں صاف دکھایا ہے کہ برہمن کا شریر پیدا نہیں ہوتا - بلکہ سنسکاروں سے بنایا جاتا ہے -

स्वाध्यायेन व्रतैर्होमैस्त्रैविद्येनेज्यया सुतैः। महा
यज्ञैश्च यज्ञैश्च ब्राह्मीयं क्रियते तनुः॥

اس کا " ویدوں کے پڑھنے پڑھانے وچار کرنے کرانے ہومی پوریک اشٹ وغیرہ کرنے کرانے دھرم انوسار اولاد پیدا کرنے برہم یگیہ (سندھیا اوپاسنا) دیو یگیہ (اگنی ہوتر) پتر یگیہ و بزرگوں کی سیوا اتتھی یگیہ (سنیاسی مہاتماؤں کی سیوا) اور بلیشو دیو یگیہ (کوڑھی لنگڑے وغیرہ کی ان وغیرہ سے ترپتی کرنا) اور بڑے بڑے یگیہ یعنی ستیہ بولنا پرکار وغیرہ ان سب سادھنوں سے براہمن کا شریر کیا جاتا ہے - جن جن پرشوں کو زبان دانی کا ملکہ ہے وہ الفاظ کیا جاتا ہے - کا زور خوب سمجھ سکتے ہیں - منوجی مہاراج نے اکثر جگہ زور دیکر ثابت کیا ہے کہ اپنے فرائض کو ادا کرتا ہوا ہی برہمن کہلانے کے لایق ہوتا ہے چنانچہ

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اسی دوسرے ادھیائے ۵ اشلوک میں برہمن کل میں اُتپن ہو کر مورکھ رہنے والے کی نسبت یوں فرماتے ہیں :۔

यथा काष्ठमयो हस्ती यथा चर्ममयो मृगः यथा विप्रो ऽनधीयानस्त्रयस्ते नाम बिभ्रति ॥

ارتھ - جس طرح کاٹھ کا ہاتھی اور چمڑے کا مرگ (ہرن) ہے ویسا ہی جاہل برہمن ہے۔ ان تینوں میں سوائے نام کے اور کچھ نہیں۔ لیکن دسویں ادھیائے میں تو شری منو نے صاف طور سے جتلایا ہے کہ جس ورن کے مطابق کسی انسان کے گن کرم اور سبھاؤ ہوں۔ اسی ورن کا ادھیکار اسکو دیا جانا چاہئیے ۔؛

शूद्रो ब्राह्मणतामेति ब्राह्मणश्चैति शूद्रताम् । क्षत्रियाज्जातमेवं तु विद्याद्वैश्यात्तथैव च ॥

ارتھ - جس طرح شودر کا لڑکا برہمن کی پدوی حاصل کر سکتا ہے۔ اور برہمن کا لڑکا شودر بھاؤ کو پراپت ہو سکتا ہے۔ اسی طرح وے جو کشتری یا ویش سے پیدا ہوئے ہیں انکا درجہ جاننے کی کیا ضرورت ہے۔ پورانکوں کا زمانہ حال کا برتاؤ بھی دیکھ لیجیے۔ حالانکہ لاکھوں برہمن کل سے پیدا ہوئے۔ مسلمان اور عیسائی ہو گئے۔ تاہم آج تک کوئی ہندو بھی انہیں اب تو اور برہمن نام سے بھی نہیں پکار سکتا۔ جب کسی برہمن کے بیٹے سے پوچھو کہ "مہاراج پادری گواکناتھ نے بھی تو برہمن کل میں ہی جنم پایا تھا۔ پھر جب کسی شٹھی ہو کھتری لالہ کے ہاں برہم بھوج ہوتا ہے۔ تو انہیں نمنترن کیوں نہیں دیا جاتا" تو صاف جواب ملتا ہے کہ "ہرے! ہرے! اجمان ایسا غضب کیوں کرتے ہو۔ وہ تو بھرشٹ ہو گیا۔ اپنے ورن سے پتت ہو گیا۔ اسے برہم بھوج میں کیونکر شامل کریں"۔ اب جائے غور ہے کہ پادری گواکناتھ کے ساتھ تو کھانا پینا بھی بند ہو گیا۔ جسکے باوجود اسکے پتت ہونے کی

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بھی وید اور شاستر کے مطابق کوئی ناحق نہیں ہے۔ (جیسا کہ ہم آگے چل کر ثابت کریں گے)
لیکن **کاہنا مصر** باوجود نکشتر شاپاپیہ ہونے اپنے بچاں کے ساتھ ستر کے پیاسے
اور ڈالنے اور ناحق عورتوں کے پیچھے دوسری بننے کے بھی سری پنڈت جی مہاراج ہی بنے ہے
اس دنیا کے کیا کہتے ہیں۔ اسی خود غرضی کی بدولت تو ہم اپنے ملک کو آج نیم تو کیا پورا
وحشی دیکھ رہے ہیں۔

وید۔ ویدانگ۔ اور **سمرتیاں** تو درکنار **پوران** (جن پر ہندو
دھرم کا سارا مدار ہے اور جنکی نسبت بڑی سہولیت سے ثابت ہو سکتا ہے کہ اکثر مسلمانوں کے زمانے
میں لکھے گئے) بھی صاف شہادت دیتے ہیں کہ جات پات کا بندھن پورانوں کے زمانہ میں
بالکل نہیں تھا۔ بعض پورانوں میں جنم پر ابھمان کرنیوالوں کو بہت ہی ادھم کہا ہے جس سے
اسقدر ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں برہمنوں کیطرف سے ورنوں کو مستقل طور پر قائم
کرنے کی کوشش شروع ہو گئی تھی۔ لیکن اسکے برخلاف تحریریں یہ صاف ثابت کرتی ہیں
کہ وید اور شاستر کے ورودھ ہونے کے باعث عالم لوگ اب تک اسے سویکار کرنے کی جرأت
نہیں کر سکتے تھے۔ مہابھارت میں (جو ایک خاص زمانہ کا نقاش ہے) لکھا ہے۔

**नविशेषोस्ति वर्णानां सर्वं ब्राह्ममिदं जगत्। ब्रह्मणा पूर्व
सृष्टं हि कर्मभिर्वर्णतां गतं॥**

ارتھ "ورنوں کا کچھ بھید نہیں ہے۔ کہ سارا جگت برہم ہے۔ کیونکہ برہمہ نے پیدا کیا ہے
کرموں کی تفریق سے ہی ورنوں کی تفریق ہو گئی ہے" پھر یہی مہابھارت میں اثنائے گفتگو
یدھشٹر سے مخاطب ہو کر کہا ہے۔

**एकवर्णमिदं पूर्वं विश्वमासीत् युधिष्ठिर। कर्मक्रिया
विशेषेण चातुर्वर्ण्यं प्रतिष्ठितं॥**

ارتھ۔ ہے یدھشٹر سارا جہان پہلے ایک ہی ورن سے بھرا ہوا تھا۔ پھر اپنے اپنے کرم

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی خصوصیت سے چار ورنوں میں تقسیم ہو گیا" اس امر پر غور کرتے ہوئے کہ براہمن ایک انسان کو
کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ مہابھارت میں لکھا ہی۔

न कुलेन न जात्या वा क्रियाभिर्ब्राह्मणो भवेत्।
चाण्डालोऽपि हि वृत्तस्थो ब्राह्मणः स युधिष्ठिर॥

اس کا ارتھ۔ کُل یا نطفے کی بناء پر کوئی براہمن نہیں ہوتا۔ چانڈال ہیں بھی اگر اعلےٰ صفات
موجود ہوں تو ہے یدشٹر وہ براہمن ہے" **بھاگوت پران** میں بھی صاف لکھا ہی کہ جس
ورن کے گن کرم اور سوبھاؤ پائے جاویں۔ اُسکو اُسی ورن کا ادھکار دینا چاہیئے چنانچہ
ساتویں سکندھ میں درج ہے۔

यस्य यल्लक्षणं प्रोक्तं पुंसो वर्णाभिव्यञ्जकम्।
यदन्यत्रापि दृश्येत तत्तेनैव विनिर्दिशेत्॥

اس کا ارتھ" ورن کی پہچان کے جو علامات بتلائے گئے ہیں۔ وہ جہاں کہیں جس میں دکھائی
دیں اُسکو اُسی ورن کا سمجھنا چاہیئے" سری شنکراچاریہ سوامی کے **بجر سوچی** گرنتھ میں
ورن کی تحقیقات کر کے یہ قایم کیا ہے۔ کہ سرشیٹ کرموں سے ہی انسان کو براہمن کی پدوی
ملتی ہے۔ چنانچہ اس تحقیقات کا خلاصہ مصنف نے بھی ایک مرتبہ **ستیہ دھرم پرچارک**
کے ایڈیٹوریل میں یوں ظاہر کیا تھا" ورن کیا ہی؟ ذات کس بنیاد پر قایم ہی؟ یہ سوال
اس سمے سارے بھارت ورش میں کولاہل مچا رہا ہی۔ ہر ایک ملک میں ورن ویوستھا قایم ہے
کوئی شاید ہی اقرار نہ کریں۔ کیا **انگلینڈ** کیا **امریکہ** کیا **حبشی**۔ اور کیا **نیم وحشی**
سب میں ورن ویوستھا پر چلتے ہی۔ ودوان جانتے ہیں اور اُسکا اقرار کرتے ہیں۔ مورکھ نہ جانکر
اس سے انکار کرتے ہیں۔ لیکن **ورن** کیا ہے؟ کیا جیوتما ورن ہی؟ ہرگز نہیں! کیونکہ
جیوتما سب ایک میں یکساں ہے۔ کیا رنگ ورن ہے؟ ہرگز نہیں! کیونکہ تب تو براہمن کو
گورا ہی ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن براہمن کُل اوتپن کالے اور چانڈال کُل اوتپن گورے بھی

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیکھے جاتے ہیں۔ کیا وہ بعد جسم، ورن ہی؟ ہرگز نہیں! کیونکہ سب دیہہ پنج تتو کی ہی بنے ہوئے ہیں۔ اس لیئے لشچت ہوا کہ کرم ہی ورن ہیں۔ جہاں اسطرح بمقادت ورن بیوستھا قایم ہی۔ اسی جگہ کے باشندے سچی انتی کرتے ہیں۔ بھارت ورش ورن بیوستھا کے ڈوبنے پر ہی **اندھکار کوپ** میں گر پڑا ہی۔ اس گرے ہوئے دیش کو اوٹھانے کے لیئے ورن بیوستھا کو نیئے سر سے نیم انوسار قایم کرنا چاہئیے۔ اچگنہ شنکر سوامی کا وہ آپدیش دہارن کرنے کے قابل ہے۔ جس میں انہوں نے یہ ظاہر کیا ہی کہ برہمن کہلانے کا کون ادھکاری ہی۔ اس بات کا اظہار کرکے کہ براہمن وہ ہی ہے۔ جو اندریوں کو دمن کرکے پرمیشور کو جانے۔ سری شنکر سوامی فرماتے ہیں:۔

सत्यव ब्राह्मणा मनुवेदभ्यासः न याहि जन्ममात्रायते
शूद्रः संस्काराद्द्विज उच्यते वेदाभ्यासाद्भवेद्विप्र
ब्रह्म जानाति ब्राह्मणः ॥

اس **کے** معنی براہمن ہوتا ہی۔ وہ نہیں جو بھیکہ رکھتا ہو۔ چنانچہ لکھا ہی۔ پیدایش سے ہر کوئی شودر ہوتا ہی۔ سنسکار ہونے سے دوج ویدابھیاس سے وپر۔ برہم کو جاننے سے برہمن پدوی کا ادھکاری ہوتا ہی"۔ اوپر کے پرمانوں سے صاف ثابت ہی جسے پڑکوں کی کوئی بھی دلیل رد نہیں کرسکتی۔ کہ پرانوں کے زمانہ تک برابر ورن بیوستھا ٹھیک طور پر قایم رہی۔ اب دیکھنا یہ ہی کہ آیا آریوں میں ورن بیوستھا کا صرف زبانی داخلہ پر ہی خاتمہ تھا۔ یا پچ مچ وے اسپر عمل بھی کرتے تھے۔ تاریخی تفتیش سے ہر منصف مزاج کو اس نتیجہ پر پہونچنا پڑتا ہی۔ کہ پرانوں کے زمانہ تک اس اوتم سرشٹی نیم پر برابر عمل ہوتا رہا۔ **بجر سوچی** میں ہی کتنی ایک مثالیں موجود ہیں۔ جنسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نیچ ورن میں پیدا ہو کر بھی اکثر منشوں نے براہمن تو کیا برہمرشی کی پدوی پائی چنانچہ **کوشک۔ سرنگی۔ گوتم۔ بالمیک۔ جمامنی**

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

उत्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اکسٹ - انوکہ - بھردواج - ویاس - جامک - لسشٹ
بشوامتر سب پنچ ورنوں میں پیدا ہوئے تھے - اور یہ وہ نام ہیں جنکو یاد کرکے آج
پچھڑوں میں مہامنڈل کے اپدیشک آریوں کی سوئی ہوئی قوم کو جگانا چاہتے
ہیں - مہابھارت کے منقول پر یہ درج ہوتا تھا - کہ پاراسر باوجود ایک
ہتیارنی کے رحم سے پیدا ہونیکے مہرشی کی پدوی کو حاصل کر سکے - اسی طرح ماتنگ رشی
بھی چانڈال کل میں ہی اتپن ہوئے تھے - ہمیں کسی شخص کو کام نہیں - کہ یہ انہیں
مہرشیوں کی بدولت ہے - کہ آج ہمیں کسی قدر یورپ کی بڑھتی ہوئی قوموں میں بھی عزت
حاصل ہے - اگر کرموں پر ہنگی ورن کی منحصر نہ ہوتی - تو آج وہ آریہ فلاسفی ہمیں کہاں
دکھائی دیتی - جو یورپ کے بڑے بڑے محققوں کو تعجب میں ڈال رہی ہے - اس زمانہ کے
بعد جبکہ اپنے عملوں سے انسان عزت حاصل کرتا تھا کسی بھی آزادانہ تحقیق عملی کا آریہ
ورت کے مردم خیز خطے میں نشان نہیں دکھائی دیتا - اس زمانہ کی جس پستک پر نظر پڑتی
ہے - بیسوں ایسی مثالیں ملتی ہیں - جہاں کرموں کی بدولت پنچ ورن والوں نے
اتم ورن کی پدوی کو حاصل کیا ہے - چنانچہ منوسمرتی ادھیائے ۹ کے شلوک ۲۳ میں درج ہے

पृथुस्तु विनयाद्राज्यं प्राप्तवान्मनुरेव च।
कुबेरश्च धनैश्वर्यं ब्राह्मण्यं चैव गाधिजः॥

ارتھ: نیکیوں اور نمرتا کی بدولت پرتھو اور منو مہاراجہ ہو گئے - کوبیر نے بیشمار دولت
پائی اور وشوامتر گادھی کے پتر نے کشتری کل میں پیدا ہو کر بھی برہم رشی
کی پدوی حاصل کی"

अक्षमाला वसिष्ठेन संयुक्ताऽधमयोनिजा।
शारङ्गी मन्दपालेन जगामाभ्यर्हणीयताम्॥२३॥
एताश्चान्याश्च लोकेऽस्मिन्नपकृष्टप्रसूतयः।

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

उत्कर्षं योषितः प्राप्ताः स्वैः स्वैर्भर्तृगुणैः शुभैः॥२३.२४॥

ارتھ۔ اکشمالا ایک ادھم کل کی عورت وششٹ سے منسوب ہو کر اور سارنگی مندپال سے
منسوب ہو کر بھی عزت کے قابل ہو گئیں۔

یہ اور دوسری نیچ کل کی عورتوں نے اس دنیا میں اپنے خاوندوں کے اتم گنوں
کی بدولت عزت حاصل کی ہے ۔ اب بالکل ثابت ہے کہ ہم پورانوں سے اور وا کیا خود کہتے
ہیں منو وغیرہ مہاتماؤں کی رائے ورن ویوستھا کی پشٹی ہوتی ہے ۔

नाभागारिष्टपुत्रौ द्वौ वैश्यौ ब्राह्मणतां गतौ।
करूषस्य तु कारूषाः क्षत्रिया युद्धदुर्मदाः॥
पृषध्रो हिंसयित्वा तु गुरोर्गां जनमेजय।
शापाच्छूद्रत्वमापन्ना इति — हरिवंश अ० ११॥

ارتھ۔ ویشوں کے دو لڑکے نابھاگ اور ارشٹ براہمن ہو گئے۔ مغرور جنگی کشتری
کروش کے لڑکے اپنی گرو کی گئو مار دینے کے باعث بددعا پا کر شودر ہو گئے

तत्रार्ष्टिषेणः कौरव्य ब्राह्मण्यं संशितव्रतः॥
तपसा महता राजन् प्राप्तवानृषिसत्तमः।
सिन्धुद्वीपश्च राजर्षिर्देवापिश्च महातपाः॥
ब्राह्मण्यं लब्धवान् यत्र विश्वामित्रस्तथा मुनिः।
महातपस्वी भगवानुग्रतेजा महातपाः॥

महाभारत शल्य पर्व।

ارتھ ۔ یہ ہے کہ رشی ارشٹی سین نے جہاں سخت تپسیا کر کے
براہمن کا درجہ حاصل کیا۔ اسی طرح راج رشی سندھو دیپ اور دیوا پی اور
مہا تپسوی وشوامتر رشی نے براہمن کی پدوی حاصل کی

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

हरिणीगर्भ संभूतोऋष्य शृङ्गो महामुनिः।।
श्वपाकी गर्भ संभूतो पिता व्यासस्य सत्तमः।।
गणिका गर्भ संभूतो वशिष्ठस्य महामुनिः।
तपसा ब्राह्मणोजातः संस्कार स्तत्र कारणम्।। भवि पु०

ارتھ- مہامنی رشی شرنگ ایک کمینہ عورت کے گربھ سے پیدا ہوئے تھے- ویاس کے پتا باپ یعنی پاراسر ایک چانڈالی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے-
بششٹھ مہامنی ایک بازاری عورت کے گربھ سے پیدا ہوئے تھے- تپسیا کی باعث یہ سب براہمن ہوگئے- پاکیزگی ہی انکی اسدرجہ پر پہونچنے کا باعث تھی"-

کہاں تک پرانوں کے واکیہ اس امر کے ثبوت میں پیش کیے جاویں- نمونہ کے لیے اسقدر ہی کافی ہیں- کوئی انسان جو ذرا بھی انصاف پسند ہے- ان واقعات کی موجودگی میں یہ کہنے کی جرات نہیں کرسکتا- کہ ان پورانوں کے زمانہ میں جات پات کی بندشوں نے یہ زور پکڑ لیا تھا جو آج ہمیں دکھائی دیتا ہے-

ورنوں کے گن اور کرم

اس سچے اصول کو قائم کرکے کہ ورنوں کی تقسیم وید اور ست شاستروں کے انوسار کرموں پر ہی مبنی ہے- ہمیں اس تحقیقات کی ضرورت پڑتی ہے- کہ ست شاستروں میں ورنوں کی پہچان کے لیے کون سی کسوٹی گن اور کرم کی رکھی گئی ہے- مہرشی منو اور گیتا میں مہاتما کرشن چندر نے ورنوں کے گن اور کرم بڑی صفائی سے بیان کیے ہیں جن کے وچار سے صاف ثابت ہوتا ہے- کہ ورنوں کی تقسیم جنم پر کبھی ہو نہیں سکتی-

(براہمن)

यतेः

अध्यापनमध्ययनं यजनं याजनं तथा।
दानं प्रतिग्रहञ्चैव ब्राह्मणानामकल्पयत्।। म० १।८८

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ارتھ:- پڑھنا۔ پڑھانا۔ یگیہ کرنا اور کرانا۔ دان دینا اور لینا۔ چھہ کرم برہمن کے ہیں

शमो दमस्तपः शौचं क्षान्तिरार्जवमेव च।

ज्ञानं विज्ञानमास्तिक्यं ब्रह्मकर्म स्वभावजम्॥ गीता

ارتھ:- من کو قابو میں رکھنا۔ اندریوں کو وشئوں سے روکنا۔ شریر اور من آتما وغیرہ کو شدھ رکھنا۔ سندیا ستی وغیرہ ہر قسم کے ادھرم کو چھوڑ کر دھرم میں ورتے رہنا۔ صبر کرنا۔ ویدادی ست شاستروں کو پڑھ کر یتھاوت گیان حاصل کرنا۔ اور ہر پدارتھ کو ٹھیک ٹھیک جان کر اس سے ویسا ہی اوپکار لینا۔ یہ کل کرم اور گن برہمن کے لیے ضروری ہیں"

گیتا کے واکیہ سے منوجی کے اس کلام کی پوری تائید ہوتی ہے۔ جہاں منو مہاراج نے برہمن کا جنم کہا جاتا ہو کا بیان کیا ہے۔ افسوس آج کل کے جنم پر جھوٹا ابھمان کرنیوالے برہمنوں میں سوائے دان لینے کے جو منوجی مہاراج نے بھی سب سے نیچ کرم لکھا ہے۔ اور کوئی گن یا کرم برہمن کا پایا نہیں جاتا۔

کشتری

प्रजानां रक्षणं दानमिज्याध्ययनमेव च।

विषयेष्वप्रसक्तिश्च क्षत्रियस्य समासतः॥

मनु० १।८९॥

ارتھ:- انصاف کے اصول پر پرجا کی رکشا کرنا۔ دان دینا۔ یگیہ کرنا۔ وید شاستروں کو پڑھنا۔ وشئیوں میں نہ پھنس کر مجرد ہو کر جسمانی اور روحانی طاقتوں کو بلوان رکھنا یہ کشتری کے دھرم ہیں۔ بھگوت گیتا میں سری کرشن چندر نے بھی فرمایا ہے۔

शौर्यं तेजो धृतिर्दाक्ष्यं युद्धे चाप्यपलायनम्।

दानमीश्वरभावश्च क्षात्रं कर्म स्वभावजम्॥

गीता॥

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

ارتھ: لڑائی میں پھرتی۔ تیج۔ دھیرج۔ علم سیاست نیتی۔ لڑائی میں سے کبھی بزدلی سے ہٹنا
دان دینا۔ ایشور بھاؤ یعنی سب سے جتھا یوگ برتنا۔ یہ کھشتری کے لیئے کرم اور گُن ضروری
ہیں۔ آج کون کشتری کہلانیکا ادھکاری ہے۔ آریہ ورت کا کشترتو دور ہوئے تو
صدیاں گذر چکیں۔ آج وہ شیر مرد کہاں دکھائی دیتے ہیں۔ جو رن سے منہ موڑنا پاپ
سمجھتے تھے۔ آج وہ نیاکاری کشتری کہاں ہیں۔ جو انصاف کے روبرو پیارے
خون کے خون لخت جگر کی بھی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے تھے۔ شوک! اے
بھارت جننی تیری قسمت پر! وہ بہادر کشتری آج دکھائی کہاں دیتے ہیں جو دھرم
پر پیچ میچ جان قربان کر دیا کرتے تھے۔ آج کشتری ہیں کہ اپنی پیاری اولاد کو بھی اُنکے
حقوق سے محروم رکھتے ہیں۔ اور یہ کس لالچ سے؟ جھوٹی ریاکار برادری کو خوش رکھنے کی
لالچ سے اگر گن اور کرم پر ورنوں کا وبھاگ ہوتا تو آج ہمیں دھرم کی یہ ہانی دکھائی دیتی۔

(ویش)

पशूनां रक्षणं दानमिज्याध्ययनमेव च।
वणिक्पथं कुसीदं च वैश्यस्य कृषिमेव च॥
मनु० १।९०॥

ارتھ: جانوروں کی حفاظت اور خدمت کرنا۔ دان دینا۔ یگیہ کرنا۔ وید کا پڑھنا
طلب علمی تجارت کو ترقی دینا۔ زیادہ سود نہ لینا۔ کھیتی کرنا۔ یہ ویشیہ کا دھرم ہے"

(شودر)

एकमेव हि शूद्रस्य प्रभुः कर्म समादिशत्।
एतेषामेव वर्णानां शुश्रूषामनसूयया॥
मनु० १।९१॥

ارتھ: شودر کو چاہیئے۔ کہ بخیلی۔ ایرکھا۔ غرور وغیرہ ہر قسم کی برائیوں سے علیحدہ ہو کر ان

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کشتری - ویش کی خدمت کرے - تو اُسی سے اپنی روزی حاصل کرے - ایسا ہی شودر کا کرم گن ہے۔"

یہ تقسیم ورنوں کی بالکل قانون قدرت کے مطابق ہے ہر قوم اور ہر زمانہ میں برہمن ہی اشخاص افضل اور سرپرست گنے جاتے ہیں جو اپنی اخلاقی اور دماغی حالت کو درست کر کے دوسروں کو خوشی کے سامان حاصل کرنیکا اوپدیش دیویں - لیکن ساتھ ہی اس کے جب تک کہ زراعت اور تجارت کو سچائی اور پاکیزگی کی بنیاد پر ترقی نہ دی جاوے تو جانی آرام اور آسائش دشوار ہے - اور چونکہ جسم بھی انسان کی بناوٹ کا ایک حصہ ہے - اس لیے ہر قوم اور ملک میں کشتریہ ورن کی بھی اشد ضرورت ہے - ان سب کو اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لیئے کشتری ورن لازمی ہو جاتا ہے - ان تینوں ورنوں کو اپنے اپنے فرائض ادا کرنے میں مدد دینے کے لیئے شودر خدمت کے لیئے ضروری ہیں - اور یہ وہی لوگ ہوتے ہیں جنکی دماغی اور روحانی طاقتیں اس قدر گھٹی ہوئی ہیں کہ وہ سوائے خدمت جسمانی کے اور کوئی کام نہیں کر سکتے -

ورن بیوستھا جنم پر

قایم کرنے کے

خطرناک نتایج

اب اُن خطرناک نتایج کا سلسلہ وار بیان کرنا ضروری ہے - جو ورن بیوستھا کے جنم پر قیام کی بدولت ہماری قوم اور ہمارے ملک کو برباد کر رہے ہیں -

(۱) جسمانی ترقی میں رکاوٹ - اس میں رُوئے زمین کے ڈاکٹر متفق الرائے ہیں کہ جسقدر مادہ خون کی تبدیلی ہوگی - اسیقدر نطفہ زیادہ عمدہ اور مضبوط ہوگا - نزدیکی رشتہ داروں میں بیاہ ہونے سے نطفہ کمزور ہو جاتا ہے - جسطرح زمین میں

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عمدہ پیداوار کرنے کے لیئے ہمیشہ عمدہ کھاد بدلنے کی ضرورت ہوتی ہے - اور درخت کی نسل کو ترقی دینے کے لیئے اعلےٰ درجہ کی زمین میں اُسے تبدیل کرنے کی ضرورت پڑتی ہے - اسی طرح ہمیشہ نئے خون کے دخل کی ضرورت ہو - تاکہ ایک چھوٹے سے دائرہ میں باہمی بیواہ کرنیکے باعث نطفے بالکل کمزور نہ پڑجاویں -

ہندوستانیوں میں گو جنم پر ورن بیوستھا قایم ہو گئی تھی - تاہم اگر چار ورنوں تک ہی خاتمہ ہوتا تو کوئی بات نہیں تھی - اِن چار بڑی قسموں میں ہزاروں فرقے ہو گئے ہیں جو ایک دوسرے سے بیواہ آدی بیوہار کرنا پاپ سمجھتے ہیں - ایک کشتری ورن کو ہی لیجیئے راجپوت کہتے ہیں کہ ہم کشتری ہیں - کھتری کہتے ہیں کہ ہم کشتری ہیں - یہ تو دو بڑے وبھاگ ہوئے - اب انہیں تقسیم در تقسیم ملاحظہ کیجیئے - تو کیسی حیرانی آتی ہے - ڈھائی گھر اور چار گھر - بارہ گھر - اور باون گھر - پانچ گھر اور سات گھر - سرین اور بونجاہی - چھوٹی سرین اور بڑی سرین - انہیں پھر اسقدر فرقے ہیں کہ جنکا حساب لگانا مشکل ہے - اکثر صاحب نے کوششیں کیں ہزار سے زیادہ نام لکھے - لیکن پھر بھی کوئی نہ کوئی نیا نام نکل ہی آتا ہے - اب اِن کھتریوں میں ایک فرقہ کے کھتری دوسرے فرقہ سے بیواہ وغیرہ نہیں کرتے - سب نے اپنے خیال میں ع ہمچو من دیگرے نیست بنے بیٹھے ہیں - مقابلے سے معلوم ہو سکتا ہے - کہ خون کی باہمی تبدیلی کا بند ہونا کیسی خرابیوں کا باعث ہے - یوروپین قومیں جنمیں بلا لحاظ ملک اور قوم کے خون کی تبدیلی ہوتی ہے - کیسی بہادر - عالی دماغ - شیر مرد - انسان پیدا کرتی ہیں بھلا ہمارے پیچھے جمائے ہوئے کھتری لالے کسی حالت میں بھی یوروپ کے سُرخ و سفید مستعد قوموں کا مقابلہ کر سکتے ہیں - وہ کیسی ہی تنومند اور عالی دماغ قوم کیوں نہ ہو - نئے خون کی آمد کا بند ہونا اسکی ساری طاقتوں کی بربادی کی نشانی ہے

پوسٹی ایک مشہور جرمن محقق کا قول ہے - کہ اُسنے برسوں کی تفتیش اور تجربہ کے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

بعدیہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ بلانے خون کے دخل کرنیکے کوئی بھی قوم تیسری پشت تک اپنی اصلی حالت کو قائم نہیں رکھ سکتی۔ یہ بات تجربہ سے پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔ کہ جب دو قوموں میں باہمی ناطے رشتے شروع ہو جاتے ہیں۔ تو کمزور قوم ضرور طاقتور قوم کے صفوں کو اپنے اندر جذب کر لیتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی اسکے یہ بھی ایک سچائی ہے جس سے کم حکیم انکار کرینگے کہ طاقتور قوم بھی نئے نطفے کی آمد کے بند ہونے سے اپنی اصلی حالت سے گر جاتی ہے۔ چنانچہ نئے نطفے کے دخل ہونے کی روک نے ہی ہمارے ملک کے برہمن اور کشتریوں کی حالت میں یہاں تک تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ کہ ویدک زمانہ سے آج زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ اگر اسمیں بواہ وغیرہ کی روک ٹوک نہ ہوتی۔ تو کشتری بنش والے برہمنوں سے دماغی طاقت اور برہمن کشتریوں سے جسمانی نو ضرور حاصل کرتے رہتے۔ اس جات پات کے خبط کے بھوت نے ایسا دبایا کہ صدیوں سے ہماری قدیم قوم ایک بڑے بوسیدہ پرانے بے حس و حرکت تالاب کیطرح ایک ہی جگہ ٹھہری ہوئی ہے۔ مہابھارت اور رامائن کے نوجوانوں کی تعریفیں بالکل فسانہ معلوم ہوتی ہیں جسمانی اور روحانی دونو طاقتیں معدوم ہوتی جاتی ہیں"

نطفوں کے باہمی ملاپ کی نسبت **آئیزک ٹیلر** صاحب محقق انگلستان یوں رقمطراز ہیں۔ "جب دو علیحدہ قومیں ایک دوسرے کے نزدیک ہوتی ہیں۔ وے خاص حالتوں میں اپنے نطفوں کی آمیزش کر سکتی ہیں۔ لیکن عام قاعدے کے موافق اُس قوم کیطرف چال چلن کی عود کرنے کی رغبت ہے۔ جو کہ یا تو بلحاظ تعداد اعلیٰ ہے۔ یا جسمانی طاقت میں بڑھی ہوئی ہے۔ یا جو حالات متعلقہ سے زیادہ مطابقت رکھتی ہے"

سری سوامی **دیانند** جی مہاراج نے بھی اپنے ستیارتھ پرکاش میں فرمایا ہے۔ کہ جیسے پانی میں پانی ملنے سے علیحدہ وصف پیدا نہیں ہوتا۔ ویسے ایک گوتر یا

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یا ماتر کل میں بیاہ ہونے نہیں دیا تو وہ کیسے اول بل نہیں ہونے سے اونتی نہیں ہوتی
جیسے دو ذہین مصری یا سونٹھ وغیرہ دوائیوں کے میل ہونے سے عمدگی ہوتی ہے
ویسے ہی دوسرے گوتر ماتا اور پتا کل سے الگ ستری پرش کا بیاہ ہونا چاہیے" یہی وجہ
ہے کہ منو جی مہاراج نے نزدیکی رشتہ داروں میں بیاہ کو معیوب کہا ہے۔

असपिंडा च या मातुरसगोत्रा च या पितुः।
सा प्रशस्ता द्विजातीनां दारकर्मणि मैथुने॥
मनु० अ० ३। श्लो० ५॥

ارتھ " جو لڑکی ماں کے کل کی چھ پیڑھیوں میں نہ ہو۔ اور باپ کے گوتر کی نہ ہو۔ اس
لڑکی سے بیاہ کرنا مناسب ہے"

یہ تو سیدھا نتیجہ نطفوں کی تبدیلی کو وسعت نہ دینے کی وجہ سے ہماری قوم میں دکھائی دیتا
ہے۔ لیکن اس بدبخت ذات کے بندھنوں کے باعث چھوٹی عمر کے بیاہ نے رہی
سہی جسمانی اور دماغی طاقت کا بھی نشان تک سے مٹا دیا ہے۔ جات پات کے
بندھنوں کا یہ قدرتی نتیجہ تھا کہ لوگ اپنے سنتانوں کے لیے مناسب ور تلاش کرنیکا
جلد انتظام کریں۔ جب محدود فرقے میں ہی بیاہ ہو سکتا ہے۔ تو پھر پہلے ماں باپ کو کم از کم اپنی
لڑکی کے لیے تو ضرور پہلے ہی گھر کا لڑکا تلاش کرنیکی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ اور یہی
بنیاد بہت ہی چھوٹی عمر میں ناطہ پختہ کرنیکی ہے۔ ویدانگوں اور گرہیہ سوتر گرنتھوں
میں ہمیں ناطہ کرنیکے کسی سنسکار کا پتہ نہیں ملتا۔ منوسمرتی سے ہی ثابت ہے کہ جب تک
پچیس برس کا برہمچریہ لڑکا اور سولہ برس کا برہمچریہ لڑکی ختم نہیں کر لیتی۔ تب تک
والدین کے دلوں میں انکے بیاہ کا خیال بھی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ سماورتن سنسکار کے پہلے
برہمچاری کی نسبت کوئی نہیں کہہ سکتا تھا۔ کہ آیا یہ بیاہ کریگا یا نہیں۔ چنانچہ اسی
غالباً وقت تک بیدی کی رسم ہوئے اکثر اقوام ہنود (منو وطن ممالک غربی شمالی

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور ممالک دکن، میں اب تک بھی رسم جاری ہے۔ کہ جب بواہ کرنا ہوا اسیوقت ور
کی تلاش کر کے بواہ سنسکار کر دیا گیا۔ اس روشنی کے زمانہ میں بھی اکثر تو تعلیم یافتہ
ذات کی بھیانک تصویر سے ہی ڈر کر اپنے بچوں کو دو سالکی عمر سے بھی پہلے پہلے منسوب
کر دیتے ہیں۔ اگر ایک محدود فرقہ میں بواہ کی بندش ہو اور ور کے انتخاب کیلئے ایک
وسیع میدان دیا جاوے۔ تو ممکن نہیں کہ آج کل کے ہزارہا تعلیم یافتہ اصحاب اپنی بچوں کی
اُمیدہ ترقی کو اسطرح بند کر دیں۔ پس وہ ہمدردان قوم جو صغر سنی کی شادی کو ملک
کے لیئے ایک مُہلک مرض سمجھ کر اُسکی بیخکنی کرنا چاہتے ہیں۔ خوب سمجھ چھوڑیں جب تک
اسکی بنیاد یعنی جات پات کے بیجا بندھنوں کو نہیں توڑتے۔ تب تک بال بواہ کا
دور کرنا ایک خیال سے بڑھکر نہیں ہے۔

(۲) شخصی ترقی میں رکاوٹ۔ سنسار میں ترقی کا ایک ذریعہ مقابلہ اور شخصی
آزادی ہے جہاں شخصی آزادی میں کسی قسم کی بیجا قید لگائی گئی ہے۔ وہاں شخصی
ترقی کا نام و نشان باقی نہیں رہا۔ جب تک سنسکے کاموں میں خود مختاری نہیں
تب تک انسان ترقی کے زینے پر قدم نہیں رکھ سکتا۔ جسطرح پولیٹیکل آزادی ایک
قوم کو ترقی کے میدان میں بڑھانے کے لیئے ضروری ہے۔ اسی طرح شخصی آزادی
ہر ایک انسان کو کیا جسمانی اور کیا دماغی اور روحانی ترقی کرنے کے لیئے ایک لابُدی
سامان ہے۔ سنسار کے اتہاس سے بھی اسکی پوری پوری تصدیق ہوتی ہے۔
پُرانے رشیوں کیحالت پر غور کیجئے کسی زمانہ میں اسکا ستارہ فلک ہفتم پر پہونچا ہوا تھا
علم و ہنر۔ قانون و حرفت۔ غرضیکہ ہر ایک فن کے اُستاد اور بڑے بہادر دنیا زمین کو مسخر
کرنیوالے اس سرزمین میں پیدا ہوا کرتے تھے۔ لیکن ایک روز آیا کہ انکی آزادی بالکل
چھن گئی۔ بجائے دوسروں کو طوق غلامی پہنانے کے انہیں خود ضعیف الاعتقادی
اور بدیوں کا غلام بننا پڑا۔ ایسے بد بو دار صدیوں تک جو انکی حالت رہی اسی سے سارا

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

یوروپ واقف ہے۔

یوروپ کی تاریکی کے زمانہ کی تاریخ کو ملاحظہ کیجئے۔ فیوڈل سسٹم جسکی بدولت عوام ایک محدود فرقہ کی زیر حکومت کر دیئے گئے تھے۔ اور دونوں کی طرز معاشرت میں زمین آسمان کا فرق تھا شخصی آزادی پر کیسی مضبوط زنجیر تھی۔ جب تک اسمیں یہ کل ممالک جکڑے رہے۔ تب تک سچائی اور پاکیزگی کی بناء پر کوئی بھی ترقی یوروپ میں نہ ہو سکی لیکن جسوقت ایشور کی دیا سے وہاں کے ہمت ور لوگوں نے اُس زنجیر کو توڑ ڈالا شخصی آزادی کا میدان صاف ہو گیا۔

قوم ایک ایک شخص کو اکٹھا کر کے مجموعہ بنانے سے پیدا ہوتی ہے جسطرح ایک درخت اپنی شاخوں اور پتوں کی خوبی سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح قوم اپنی ایک ایک ممبر کی بزرگی اور پاکیزگی سے افضل کہلانے کی مستحق ہوتی ہے۔ جب شخصی ترقی بند ہو جاوے۔ تو کوئی دلیل اس امر کے مان لینے کے لیئے باقی نہیں ہے۔ کہ ملکی ترقی بدستور جاری رہ سکے۔ گوینزٹ صاحب اپنی کتاب **تاریخ شائستگی فرانس** میں روم کی بادشاہت کا زوال بیان کرتے ہوئے اسکی آخری حالت پر مرثیہ خوانی کے ساتھ ہی شخصی آزادی کی رکاوٹ پر یوں زوردار چوٹ لگاتے ہیں۔ "اور یہاں ہم **رومن سماج** کی اصلی برائی کو دیکھتے ہیں۔ اور ہر ایک ایسی سماج کی برائی کو جہاں غلامی کا دور دورا ہے جہاں کہ چند مالک انسانوں کے گلوں پر حکومت کرتے ہیں۔ تمام ملکوں میں ہر وقت (خواہ کوئی راج نیتک اوستھا کیوں نہ ہو) بعد تھوڑے یا بہت عرصہ کے صرف بوجہ طاقت دولت سوشل ترقی۔ اور مختلف سوشل (مجلسی) اختیارات کے ہو جانے کے اعلیٰ فرقہ ناطاقت ہو جاتا ہے۔ پست ہمت ہو جاتا ہے۔ جب تک کہ انکو مقابلے سے جو ہر پور ستارہ رہنے کا سبق نہ ملے۔ اور جب تک کہ ان میں اُس فرقے سے نئے اشخاص داخل ہو کر جان نہ ڈالیں جو ان کے نیچے کام کرتا ہے۔ دیکھو یوروپ میں

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زمانہ حال میں کیا واقعہ ہوا ہے۔ اِن ممالک میں مختلف حالتوں کا بڑا بھاری اختلاف ہو گیا ہے۔ دولت آزادی تعلیم۔ ادھکار۔ اور تہذیب کے انگنت درجے ہو گئے ہیں اور اِس بڑے اونچ نیچ پہ ایک ٹھہرانے والی تحریک ہر ایک فرقہ اور تمام فرقوں کو ہمیشہ ایک کو دوسرے سے زیادہ ترقی کی طرف رجوع کر رہی ہے جس سے کہ کوئی بھی ناواقف نہیں رہتا۔ اِسی کا نتیجہ حال کی تہذیب کی زرخیزی یا یوں کہو کہ امرتا (ہمیشہ زندہ رہنا) ہے۔ جس میں کہ ہمیشہ تازہ طاقت پہونچتی رہتی ہے"۔ اِس کے بعد مورخ نے اِس حالت کا روم کی حالت سے مقابلہ کر کے دکھلایا ہے۔ کہ پیٹریشین اور پلیبین کی ناجائز علیحدگی نے قدیم روم کی تہذیب کو ایک جگہ سمٹ کر دیا تھا۔ جو آخر کار اُسکی بربادی کا باعث ہوئی۔

جہاں شخصی آزادی نہیں وہاں ہر قسم کی ترقی بند ہو جایا کرتی ہے۔ ہمارے دیش میں بھی یہی نیم ورتمان تھا۔ ورنوں کو ایک جگہ سمٹ کرنے کا نتیجہ ہمارے سامنے روشن ہے۔ برہمن اگر تعلیم حاصل نہیں کر سکا باپ دادا کے ایشوریہ (ثروت) کو بھی کھو بیٹھا۔ گذارے کی کوئی صورت نہ رہی۔ تو کنجڑے یا دھوبی کا کام شروع کرنا اسکے لیے ناممکن ہے۔ چھوٹا اگر بڑا ودوان ہو گیا۔ اوپنشدوں کے گوڑھ مطلب کو سمجھنے لگا۔ تو بھی اُس سے سنسار کو کوئی لابھ نہیں پہونچ سکتا۔ کیونکہ وہ کسی حالت میں بھی برہمن کی پدوی حاصل کرنے کے لایق نہیں سمجھا جاتا۔ سنسار میں منش اپنی مختلف طبیعتوں کے سبب مختلف پیشوں کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ لیکن یہاں اپنے بزرگوں کے پیشے کو چھوڑ کر کوئی شخص بھی دوسرے کام کی طرف بخوف برادری خارج متوجہ تک نہیں ہو سکتا۔ جو جہاں جا ہے ہلنے کا نام نہیں لیتا۔ جس تالاب کا پانی مدت تک حرکت نہ کرے۔ وہ ضرور بدبودار ہو جاتا ہے۔ اسیطرح ہمارے ملک کی حالت بھی ہو گئی ہے صدیوں کی سمٹ رہنے نے ہمیں یہاں تک ادھم بنا دیا ہے۔ کہ غیر قوموں کے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لوگ سب ہمیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جہاں مقابلہ کا ابھاؤ ہوا۔ ہر طرح کی ترقی او جز ہو گئی دور ہو گئی۔ سنسار میں مقابلہ ہی انسان کو اعلیٰ اعلیٰ کام کرنے کے لئے حرکت دیتا ہے۔ جب یہی معدوم ہے تو اعلیٰ صفات اس قوم میں کب قائم رہ سکتے تھے۔

ہم کل اشو پر نیم کے ورود کارروائی کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ اوپر اور نیچے دونو طرف سے آمدنی بند ہو گئی۔ برہمنوں نے جب دیکھا کہ میدان خالی ہے۔ ہمارا مقابلہ کرنیوالا کوئی نہیں رہا ہمیشہ کے لئے سکونت کر لیا ہے۔ تانیں خبر گھوڑے بیچ کر سو رہے ہیں۔ انکے دماغ اور انکی روح سڑ کر اسی تالاب کے پانی کیطرح بدبو دار ہو گئی۔ جسمیں کبھی حرکت نہیں ہوتی۔ شودر آدمی نے جب دیکھا کہ چاہے کتنا ہی پرشرم کریں۔ سنسار بھر کی ودیا حاصل کریں یا صحیح عمدہ اخلاق سے پر ہوں۔ لیکن وہ ایک پرانچ بھی شمول ترازو میں نہیں اوٹھ سکتے تو نراش ہو کر باوجود ذخیرہ موجود ہونے کے بھی انہوں نے پرشارتھ ہین بیٹھ رہنا قبول کیا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آج برہمن ہمیں نراکشر۔ گھاس کھودنے اور ردی پکانے والے زیادہ ملتے ہیں۔ برہمنوں کے بزرگوں نے تو یہ حکمت عملیاں انکے ہتیہ کے فایدہ کے لئے کھیلی تھیں۔ لیکن آج انکی حالت ظاہر کر رہی ہے۔ کہ پاسا اولٹا پڑا۔ جہاں اوروں کے لئے کمائی کا میدان کھلا ہے۔ وہاں بیچارے برہمن وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ مفت کے مال کا لالچ انسان کو بہت خراب کرتا ہے۔ ایک بنیا جو سوائے محنت کے اور کسی کام سے آمدنی کی صورت نظر نہیں آتی۔ اپنی بیوپار میں بڑی دلچسپی سے مشغول ہوتا ہے۔ یہی اسکے پاس تھوڑا دھن بھی ہے۔ ڈوگی پھیر کر کم ہی اپنے تیسے کا گذارہ کر لیتا ہے۔ لیکن براہمن دیوتا جنکی آکاش برتی ہے کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ کہیں نہ کہیں سے کچھ آہی جاویگا۔ ایک دن ایک چوٹی اور شیرینی کا کٹورا ملگیا۔ تو مست ہو گئے۔ اب کوئی کام ہی نہیں کرتے۔ چوٹی اور شیرینی کا کٹورا دینے والے مرنے بھی ہر روز نہیں پہنچتے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پس جو حالت کہ براہمن مہاراج کی ہوتی ہے ۔ وہ خود ہی خوب جانتے ہیں ۔ ایک کھتری اور ایک برہمن کے لڑکے کا مقابلہ کیجئے ۔ فرض کیجئے ۔ کہ دونوں نے زندگی ایک ساتھ شروع کی ہے پانچ سال کے بعد کھتری کے گھر تو سب کچھ گذارے کے لیے موجود پائے گا لیکن براہمن دیوتا دوسروں کے چولہوں کیطرف ہی نگاہ رکھتے ہوئے نظر آئیں گے ۔ جہاں تک باریک بین نظر سے دیکھا جاوے ۔ بجائے اور ورنوں کے برہمن ورن کا بہت زیادہ نقصان جات پات کے بندھنوں کے سبب ہوا ہے لیکن مثل مشہور ہے ۔ کہ جو دوسرے کے لیے گڑھا کھودتا ہے اُس کے لیے کنواں موجود ہے ۔

اوپنشدوں کے زمانہ سے آج کا مقابلہ کیجئے ۔ کتنا فرق ہے ۔ کہاں وہ اُتم تیجسوی براہمن جنکے آگے اُن کا حال سنکر راجے ننگے پیر چلے آتے تھے ۔ جو بے خوف ہو کر مہاراجوں کے دوش بھی بھری سبھا میں ظاہر کرنے سے نہیں رُکتے تھے ۔ کہاں آجکے براہمن دیوتا جو خوشامدی ٹٹو بن رہے ہیں ۔ جو یجمان کو فاحشہ عورتیں تک لا دینے کے لیے تیار ہیں ۔ اگر اسی سے انکا یجمان خوش ہوتا ہو ۔ کچھ مقابلہ ہے ؟ پوراتک براہمن بھائیو ! یہ وِناش تمہارا کسی دوسرے نے نہیں کیا تمنے خود اپنے پیر میں کلہاڑا مارا ہے ۔ ع خود کردہ را چہ علاج ۔ اوپنشدوں کے زمانے کے براہمن کیوں بے خوف ہوتے تھے ؟ انکا تیج کیوں سبکو دبا لیتا تھا ؟ اس لیے کہ وے بیگانی چھاچھ پر مونچھ نہیں منڈواتے تھے ۔ جنم کے سبب اپنی پرتشٹھا چاہنے والے نہ تھے بلکہ گُن کرم انوسار عزت چاہتے تھے ۔ وہ پُرش تھے جنہوں نے کہ اپنی پورشارتھ سے بزرگی حاصل کی تھی ۔ آو بھولے ہوئے براہمن بھائیو ! باپ دادا کی جایداد پر مست اِترا‌ؤ ۔ اپنے ہاتھ پیر بھی ہلاؤ ۔ پھر دیکھو کہ ونشش کے بعد کھانا کیونکر ہضم ہوتا ہے ۔

تجارت صنعت اور حرفت کی ترقی میں رکاوٹ

قدیم سپارٹا (علاقہ یونان) کی تاریخ لکھتے ہوئے مؤرخ کہتا ہے ۔ کہ بوجہ سخت پابندی کے ایک پیشہ کا آدمی دوسرا پیشہ اختیار نہیں کرسکتا تھا ۔ اور اسی لیے وہاں کی سوشیل حالت میں بہت کم

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تبدیلیاں واقع ہوتی تھیں۔ ہمارے ملک میں بھی خاص خاص فرقوں کے ساتھ خاص
پیشے مخصوص ہو گئے جس سے صنعت اور حرفت کی ترقی بالکل معدوم ہو گئی۔ فرض کیجیے کہ
ایک برہمن کا لڑکا بہت غریب ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے پڑھا لکھا بھی کم ہے۔ جسکی
وجہ سے اُسے ودیا سنبندھی کوئی بھی نوکری نہیں مل سکتی۔ اور نہ کسی ودیا سمبندھی کام میں دخل
دے سکتا ہے۔ یا فرض کیجیے کہ وہ بڑا ودوان ہے۔ لیکن اُسے کوئی ودیا سمبندھی کام نہیں ملتا۔
اسکا گزران مشکل ہے وہ چاہے کتنی ہی مُشاہدہ اور تیبر (تیز) بُدھی رکھتا ہو۔ دنیا کو کچھ بھی
فائدہ نہیں پہونچا سکتا۔ اور نہ اپنی ہی اونتی کر سکتا ہے۔ یدی ایسا ودوان معمار یا
موچی یا بڑھئی کے کام میں مشغول ہوتا۔ تو لکھو لکھا روپیہ خود کماتا۔ اور صنعت اور حرفت
کو ترقی دیکر اپنے ملک کی چیزیں دوسرے ملک میں بھیجکر اپنے ملک والوں کو نفع پہونچاتا
لیکن وہ کوئی کام کر نہیں سکتا۔ جات پات کا بہایانک بھوت اسکے رستے میں کھڑا ہے
اگر وہ آگے پانو رکھتا ہے تو برادری کے ڈبو کا خوف اُسے پیچھے کیطرف کھینچتا ہے۔ کوئی زمانہ
تھا کہ ہندوستان کی صنعت اور حرفت ضرب المثل تھی۔ یہاں سے روئے زمین کے
کاریگر سبق لیا کرتے تھے۔ لیکن ودوانوں کے ہاتھ میں یہ کام نہ رہنے کے باعث ہمارے
ملک کا زوال شروع ہوا۔ ہم نے ایک انگریزی میگزین میں جو شاید پچاس یا ساٹھ سال
پہلے نکلا تھا۔ ایک مضمون پڑھا۔ جسمیں لکھا تھا۔ کہ آیندہ سو برس تک انگلستان تو
کپڑے کے بیوپار میں ہندوستان کا مقابلہ نہیں کر سکیگا۔ بلکہ اسکا دست نگر رہیگا لیکن
تعجب کی بات ہے اور کچھ معجزے سے کم نہیں۔ کہ پچاس سال کے اندر ہی ہندوستان
کپڑوں اور سٹیل کے لیئے ولائیت کا دست نگر ہے۔ بڑا اچنبا ہے۔ کہ روئی اور لوہا تو یہاں سے
جاویں۔ اور کپڑے اور سٹیل وہاں سے بنکر آویں۔ اور نہ صرف بنکر آویں۔ بلکہ کروڑوں روپیہ
ہمارا بطور منافع کے کھینچ لیجاویں۔ یہ سب ہمیں اپنے براہمن دیوتا کی بدولت نصیب ہو رہا ہے
ہمارے یہاں ترقی ہو کیونکر سکتی ہے؟ جب صنعت اور حرفت کا کام جو دوسرے ملکوں

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں اعلےٰ دماغ والوں کے سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمارے یہاں جہاں مورکھوں کے ہاتھ میں دیا ہوا ہے تو اُنتی کہاں ہو سکتی ہے۔ براہمن کشتری اور ویش کبھی معمار بڑھئی۔ تیلی۔ حلوائی وغیرہ کا کام اپنے ذمہ لینا نہیں چاہتے۔ اور چمڑے وغیرہ کے کام سے تو ایسا بھاگتے ہیں جیسا کوئی بچھو سے بھاگتا ہے۔ جو پیشوں کے کام میں شامل ہو۔ اُسے برادری سے خارج کیا جاتا ہے۔ ایک پیشہ ور دوسرے پیشہ کو اپنی زندگی میں گرہن کرنا ناممکن سمجھتا ہے۔ اُنتی وہ کیا کرتے ہیں۔ جنکے کوش میں ناممکن کا لفظ ہی نہو۔ حال میں اخبارات سے معلوم ہوا کہ ڈے اور مارٹن کی دوکان کے مسٹر مارٹن پہلے نائی تھے۔ ایک سپاہی کا جوتہ چمکتا دیکھ کر اُس سے اُس سیاہی کا مصالحہ ایک بیر کی بوتل دیکر دریافت کیا۔ ڈے صاحب سے اُنہوں نے شراکت کر لی۔ روپیہ ڈے کا اور نسخہ مارٹن کا۔ چند عرصہ کے بعد اپنا حصہ ڈے کے پاس دس ہزار پونڈ (ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ) کو فروخت کیا۔ کیا ایسا واقعہ ہندوستان میں ممکن ہے۔ یوروپ اور امریکا میں یہ ہر روز کے واقع ہیں۔

پھر چین سے کی عمارات کو دیکھ کر اسوقت بالیشی بھی حیران رہجاتے ہیں۔ رامائن کے زمانہ کی صنعت اور حرفت کی ترقی اسوقت بھی ہمیں حیرت میں ڈالدیتی ہے۔ لیکن جب وچار کیا جاتا ہے۔ کہ اُسوقت کشتری کُل اوتپن وشوامتر جی برہم رشی کی پدوی پا سکتے تھے۔ تو ہماری حیرانی بالکل دور ہو جاتی ہے۔ جب رشیوں کے زمانہ کے بعد صنعت اور حرفت کے راستے میں رُکاوٹ پیدا ہوگئی۔ تو ممکن نہ تھا۔ کہ تجارت کا نام و نشان بھی باقی رہتا جب ایک پہلو میں پورشارتھہ کی جڑ کٹ جاوے۔ تو پھر ہر طرف سے پورشارتھ اپنا راستہ لیتا ہے دیش دیشانتروں میں جانا بھی ذات کے بندھنوں کی بدولت بند ہو گیا۔ لیکن اصلی باعث بدیش جاترا میں رکاوٹ کا صنعت اور حرفت کی حالت کا گرجانا ہی تھا۔ کیونکہ جب دوسرے دیشوں میں لیجانے کے لیئے سوداگری کا مال ہی نہ رہا۔ تو پھر بدیس یاترا قایم رہی کیونکر رہ سکتی تھی رفتہ رفتہ اپنی کمزوری کے باعث یہاں کے باشندے ایسے بُدھی ہین ہوگئے۔ کہ جہاز کی

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سواری میں پرایشچت بتلانے لگے۔ اور پرماتما کی سکشا کا بالکل نرادر کیا۔ جہاں صاف الفاظ میں
منش ماتر کے لیے آگیا ہے۔ کہ مختلف قسموں کے یان (سواریاں) بنا کر جل اور اگنی کے ذریعہ سے
خشکی ندی اور انترکش پر چلا کر دھرم انوسار پورشارتھ سے دھن اوپارجن کریں۔
چنانچہ پرماتما کی شدہ سناتن وید ودیا میں جہاز اور بیلون آدمی کے ذریعہ سے دیش
دیشانتروں میں جا کر دھن اوپارجن کرنیکی صاف آگیا اور بدھی ہے۔ یجروید کے اکتیسویں
ادھیائے کے منتر ۶ اور ۷ میں صاف طور سے جہاز بنا کر بدیش یاترا کی آگیا ہے۔
رگوید اشٹک اول ادھیائے ۳۰ ورگ ۴ کے منتر ۲ میں لکھا ہے۔

त्रयः पवयो मधुवाहने रथे सोमस्य वेनामनु विश्व इद्विदुः
त्रयः स्कम्भासः स्कभितास आरभे त्रिर्नक्तं यायस्त्रि
र्वश्विना दिवा॥

ارتھ وہ ہے شلپ ودیا کو جاننے والے کاریگر و خوشنما چیزوں کے حاصل ہونے کے ذریعہ
سواری میں تین بجر کے سمان کلا گھومنے کے چکر اور تین روکنے کے لئے کھنبے استھاپن کرو
اور تین بار رات اور تین بار دن میں خواہش کی ہوئی جگہ کو پہنچو۔ اور منش لوگ جس میں بیٹھ
کے اشودیہ کی پراپتی کی خواہش کو پورا کرتے ہیں۔ اور جس کی آمد و رفت کے کام عالم لوگ
ہی جانتے ہیں۔ ایسی سواری کو ٹھیک طور سے بناؤ۔"

پھر رگوید اشٹک اول ادھیائے ۳ ورگ ۵ کے منتر ۷ اور اسی اشٹک اور
ادھیائے کے ورگ ۲۴ کے منتر ۸ میں دھواں کش جہاز کے بنانے کی ترکیب کو
بتلا کر اول اشٹک کے ادھیائے ۶ ورگ ۸ کے چوتھے منتر میں جہاز وغیرہ کے ذریعہ
دور ولایتوں میں جانے کے پھل کا یوں بیان کیا ہے۔

विद्यो भ्राजंते सुमखास ऋष्टिभिः प्रच्यावयंतो अच्युता
चिदोजसा। मनोजुवो यन्मरुतो रथेष्वा वृषव्रातासः पृष

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ارتھ۔ ہے سنشوسن کیطرح نئیز سواریاں بناؤ۔ اُن سواریوں میں اگنی اور ہوا کو سمان کرکے چلاؤ۔ اور اُنکے ساتھ پانی شامل کرو۔ جیسے بھاپھ سے کلا جلد چلنے والی ہوتی ہے ویسے تم بھی کرو۔ ایسا لکھیہ کرنیوالے (یعنی ایسی کلا کیت سواریاں بنانیوالے) سب آرام دینے والے پدارتھوں سے یکت ہوتے ہیں۔ وے کبھی دکھ نہیں اوٹھاتے۔ سا پورشارتھ سے ترقی کرتے جاتے ہیں۔ کیونکہ اگنی اور وایو وغیرہ سے چلنے والی کلاؤں سے ایک مقام سے دوسرے مقام میں جلد پہونچ سکتے ہیں؛؛ جب تک کہ کسی دوسری قوم سے مقابلہ نہیں پڑا تھا جسنے کہ پدارتھ ودیا اور سائنس کی ذہنی میں اول درجہ کی ترقی کی ہو تب تک ہمیں اپنی بھول اور اگیان سے اتنا دکھ اوٹھانا نہیں پڑا تھا جتنا کہ اب معلوم ہو رہا ہے کیونکہ گو ہماری حالت کتنی ہی گری ہوئی تھی۔ تاہم جب تک ہم اپنی حالت سے بیخبر تھے تب تک اپنی کو شانتی سمجھے بیٹھے تھے۔ لیکن جب ایک سنسار کی لحاظ سے اول درجہ کی شائستہ اور تہذیب یافتہ قوم سے ہمارا واسطہ پڑا تب سے اُس قوم کے پورشارتھ لینے میں اگیان کی گہری نیند سے کندھا ہلاکر اوٹھانا شروع کیا۔ پھر ہم ایک مرتبہ ہی اپنی افسوسناک حالت سے خبردار ہوکے اور جاگ کر کف افسوس ملنے لگے۔

برٹش قوم کے ہمارے دیش میں داخل ہوتے ہی ہمیں معلوم ہونے لگا کہ مقابلہ بھی کوئی چیز ہے۔ اور کہ اس سنسار میں کرموں کا ہی سچا یوگیہ پھل ملتا ہے۔ اس دنیا کی رن بھومی میں وہی قوم قائم اور زندہ رہ سکتی ہے۔ جو پورشارتھی اور بلوان ہو۔ انگریزی تعلیم کے پھیلنے سے لوگوں کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور اپنی رکشا کے لئے اپنی دولت اور اپنی جائداد کی رکشا کے لئے ہاتھ پیر مارنے کی ضرورت کو محسوس کرنے لگے۔ لیکن ذات کی بگرال بھوت نے انہیں ایک قدم آگے چلنے نہ دیا۔ بیچارے پھر پھرا کر بیٹھ رہے۔ اور اخلاقی بزدلی کے اوہنگ سے گرست اپنے گھر کو لٹتا دیکھ بھی اسکی رکشا میں ایک ہاتھ نہ چلا سکے۔ اس خیال کی تصدیق موجودہ برتاؤ سے ہوتی ہے۔ جو ان بھائیوں کے ساتھ کیا جاتا ہے،

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو اہل ہنود میں سے بدیش یاترا سے واپس آتے ہیں - باوجود تہذیب کا دم مارنے اور انگریزی علوم اور فنون میں اعلےٰ درجہ کی ترقی کرنے کے بھی ہمارے دیش نواسی بھائیوں کے خیالات ویسے ہی تنگ اور تاریک بنے ہوئے ہیں جیسے کہ اسکے پہلے تھے - پنڈت بشن نارائن بیرسٹر کے ساتھ جو انکی برادری کشمیری پنڈت صاحبان نے برتاؤ کیا ہے اس سے قریباً ہمارے کل ناظرین واقف ہونگے - باوجودیکہ ہمارے لائق جنٹلمین نے انگلش سوسائٹی کی ہتک کر کے گائے کا گوبر وغیرہ کھانا بھی سویکار کیا - تاہم انکی برادری کے اکثر صاحب جنمیں انگریزی تعلیم یافتہ بھی شامل ہیں - اب تک اُن کے ساتھ برادرانہ برتاؤ کرنے سے پرہیز کرتے ہیں - بنگال میں تعجب سے دیکھا جاتا ہے کہ باوجود پولیٹکل آزادی کی پکار کے بڑے بڑے انگریزی بھاشا اور سائینس کے ماہر بھی پنچ گویہ دگائے کے گوبر وغیرہ - پانچ اجزائے) کے حامی دیکھے جاتے ہیں - ہمیں ایک پنجابی ایم اے کا حال معلوم ہوا ہے - جنکے پرائسچت کر لینے کے باوجود قریباً نصف برادری اُن کے ہمراہ شامل نہیں ہوئی تھی - ایسی بہت کم مثالیں انگلستان سے واپس آئے ہوئے باشندوں کی ملیں گی جہاں پرائشچت کئے بغیر برادری نے انہیں شامل کر لیا ہو - اب پرشن یہ پیدا ہوگا کہ صنعت حرفت اور تجارت کا پرائشچت اور برادری کے ملانے سے کیا سمبندھ ہے - غور سے معلوم ہوگا کہ ہمارے دیش کے افلاس کا سبب یہاں کی تجارت کا بند ہونا ہے - جیسا کہ پیشتر کہا جا چکا ہے - جب تک تجارت کا دروازہ کھلا نہو جب تک کہ کسی ملک کی پیداوار کے لیئے عمدہ بازار نہ مل سکے - تب تک صنعت و حرفت میں ترقی نہیں ہوسکتی - لیکن تجارت کسکو کہتے ہیں - یہ ایک ملک کے ایک حصہ کی پیداوار کو دوسرے حصہ ملک میں لیجا کر بیچنا ادنیٰ درجہ کی تجارت ہے - خصوصاً اس وقت جبکہ مقابلہ روئے زمین کی اول درجہ کی تجارت پیشہ قوم سے ہو - اس لیئے تجارت کا آدرش یہی ہے کہ ایک ملک کی پیداوار دوسرے ملک میں بھیج کر وہاں سے ایسی دولت اکٹھی

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بدلے میں لائی جاوے۔ جسکی اپنے ملک کے لیئے ضرورت ہو۔ سو یہ کام تب چل سکتا ہی جبکہ دوسرے دیشوں میں آزادی کے ساتھ جانیکی عام آدمیوں کو اجازت ہو۔ اِسجگہ یہ جواب ضرور دیا جاسکتا ہی۔ کہ جو لوگ اپنے دیش اور اپنی قوم کو فایدہ پہونچانا چاہتے ہیں۔ اُنہیں برادری وغیرہ کے خوف کو بالائے طاق رکھنا چاہیئے۔ اِس سے ہمارا بھی پورا اتفاق ہی۔ لیکن یہاں اخلاقی دلیری یا بزدلی کا سوال بھی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ ایسے مرد بہت کم نکلتے ہیں۔ جو پُرش کہلانیکے ادھکاری ہوں۔ سنسار کا اتہاس ہمیں جتلاتا ہی۔ کہ بلی دان کا مادہ اُن اشخاص میں زیادہ ہوا کرتا ہی جنکی آتمک اور دماغی حالت بہت بڑھی ہوئی ہو۔ تجارت پیشہ آدمیوں میں جنہیں ہر وقت روپیے کی دھن لگی رہتی ہے۔ اِس قسم کے بلی دان کی سپرٹ بہت کم موجود ہوتی ہے۔ پس ایسے آدمیوں سے امید رکھنا کہ سانسارک کشٹ (جسمیں برادری سے علیحدگی کا بھاری سا بھاری کشٹ بھی شامل ہے) برداشت کرکے بھی ایک اصول کی پیروی کریں گے۔ بالکل نادانی ہی۔

یہ بات چھپی ہوئی نہیں ہے۔ کہ ہمارے دیش میں مزدوری ایسی سستی ہے کہ اگر جابجا کلوں کے کارخانے کپڑا کاغذ اور دوسری ایسی چیزیں تیار کرانے کے لیئے کھولے جاویں جنکے لیئے ہمکو یورپ دیش کا دست نگر ہونا پڑتا ہی۔ تو ہم یورپ کے تاجروں کو بازار سے بھگا سکتے ہیں۔ لیکن اِس کے لیئے ضروری ہی۔ کہ ہمارے نوجوان بلا روک ٹوک انگلینڈ امریکہ وغیرہ دیشوں میں جاکر ہر قسم کے کارخانوں کو چلانا سیکھ سکیں۔ جب تک بدیشی کاریگروں اور تجربہ کاروں کی ہمارے کارخانوں میں ضرورت رہیگی۔ جب تک ہم یہاں تک ترقی نہیں کرتے کہ ہم بگڑی ہوئی کلوں کو بھی خود ہی درست کر لیویں۔ تب تک سچی ترقی صنعت اور تجارت میں نہیں ہو سکتی۔ اور یہ سب کام تب تک ہونے ناممکن ہیں۔ جب تک کہ ذات کا دیو ہمارے سامنے برادری خارج کا گدا ہاتھ میں لیئے ہوئے کھڑا ہی۔ ہماری اِس اپیل کے جواب میں یہ اوتر بہت سے پاٹھک گنوں کے ہردے میں پیدا ہوا ہوگا۔ کہ اب تک جو

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نوجوان ہمارے دیش میں یورپ انگلینڈ امریکہ وغیرہ سے ہو آئے ہیں۔ انہوں نے اس بارے میں کیا کچھ کیا ہے۔ انہوں نے کون سی ملک کی مادی ترقی میں مدد دی ہے لیکن ہمارا خیال ہے کہ ذات پات کے بندھن ہی اب تک اسکے باعث ہوئے ہیں۔ کہ صرف ایسے لوگ ہی ولایت کو گئے۔ جو قومی ترقی کے سمجھنے کا مادہ نہیں رکھتے تھے۔ کام کاج کے آدمی ہمیشہ اوسط خیالات رکھنے والے ہوا کرتے ہیں۔ موجودہ صورت میں یا تو وہ مرد باحوصلہ بدیش یاترا کی جرأت کرتے ہیں۔ جو وجہ اپنی آتمک بزرگی کے تجارت وغیرہ کی طرف عملی طور پر رجوع ہی نہیں کر سکتے یا ایسے بے اصولے حضرات جاتے ہیں۔ جو سوائے ولایت جانیکے اور کسی مصرف کے نہیں۔ عملی طور پر سنسار میں پہنچے ہوئے منش اسوقت تک بدیش یاترا کیطرف رجوع نہیں ہونگے۔ جبتک کہ موجودہ قید پرستی پر تنقید اور برادری خارج کی لگی ہوئی ہے۔

ودیا کا روپ ودیا کی مہما جہاں تک کیجائے بجا ہے۔ ودیا ہی ایک ما "ترشنو" (انسانیت) کا سادھن ہے۔ ایک مہاتما کا واکیہ ہے کہ ودیا کے بغیر انسان پشو (جانور) ہے۔ اسی چانکیہ نیتی شاستر میں کہا ہے:

माता रिपुः पिता शत्रु बालो येन न पाठितः।
सभा मध्ये न शोभन्ते हंस मध्ये बको यथा॥

ارتھ۔ وہ ماتا اور پتا دشمن ہیں جو اپنی اولاد کو پڑھاتے نہیں۔ کیونکہ ایسی اولاد سبھا میں شوبھا نہیں پاتی جیسے ہنسوں میں کوا شوبھا نہیں پاتا" کسی زمانے ملک اور زبان کی کتابوں کو دیکھئے ہر جگہ ودیا کی پرشنسا میں فقرہ سیاہ دکھلائی دینگے۔ اسکی وجہ ڈھونڈنے کے لئے زیادہ وچار کی ضرورت نہیں۔ روئے زمین کی قوموں میں سے کوئی بھی ایسی نہیں ہے جسنے ودیا کے بغیر بزرگی و اختیار حاصل کیا ہو۔ کیا یونان اور کیا روم کیا انگلینڈ اور کیا امریکہ ہر ایک ملک اور قوم میں ودیا نے ہی اینوسچ اور دھن بل اور پراکرم پہنچایا ہے۔ اسی لیے کوی (شاعر) نے کہا ہے کہ

काम धेनु गुणा विद्या॥

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

"ودیا کام دھینو گاء کے گُن رکھنے والی ہے" ارتھات جسطرح کام دھینو کی نسبت اہل ہنود میں روایت مشہور ہے۔ کہ ہر ایک دنیاوی چیز دیتی ہے۔ اُس سے بھی بڑھکر ودیا نہ صرف انسان کے سکھوں کا ہی باعث ہوتی ہے بلکہ مُکتی کے آنند تک کا سادھن یہی ہے اسی لیے کہا ہے

धनहीनो न हीनश्च धनिकः स सुनिश्चयः।
विद्यारत्नेन यो हीनः स हीनः सर्ववस्तुषु॥

"دھن کے محتاج کو محتاج نہیں کہتے ہیں وہ نسچے کر کے امیر ہے۔ جو ودیا رتن سے رہت ہے وہی سب چیزوں کا محتاج ہے" ودیا ایسا دھن ہے۔ جسے نہ چور چرا سکیں۔ نہ ڈاکو لیجا سکیں۔ اور دھن خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے۔ یہ جسقدر خرچ کیا جاوے۔ اُسیقدر بڑھتا ہے۔ اسی لیے نیتی میں کہا ہے

विद्वत्त्वञ्च नृपत्वञ्च नैव तुल्यं कदाचन।
स्वदेशे पूज्यते राजा विद्वान् सर्वत्र पूज्यते॥

"ودوان اور راجا کی کوئی برابری نہیں ہے۔ راجہ صرف اپنے دیش میں عزت پاتا ہے۔ ودوان کا ہر جگہ آدر ستکار کیا جاتا ہے" اسی لیے کہا ہے کہ

विद्या सर्वस्य भूषणम्।

"ودیا سب کا سنگار ہے" نیتی میں لکھا ہے۔ سارے جگت کا اور دُکھ جسکو ہو وہ اسقدر قابل رحم نہیں۔ جسقدر کہ جاہل انسان قابل رحم ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ودیا کیا ہے۔ کیا بناوٹی اکشروں کا نام ودیا ہے۔ جو صرف خاص قسم کی آوازوں کے سمجھنے کے لیے آئے ہیں۔ ہر ملک اور قوم کے زباندانوں نے ودیا کا شبد جاننے کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ لیکن کیا جاننا؟ جو پدارتھ جیسا ہو اُسکو ٹھیک ویسا ہی جاننا ودیا ہے۔ اسکے برخلاف جاننے کو اودیا کہتے ہیں۔ عام کتابوں کا نام ودیا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان میں ممکن ہے کہ ودیا کے ساتھ منش کی کمزوری کے باعث بہت سی اودیا بھی بھری ہوئی ہو صرف وہی خاص کتابیں جو پدارتھ جاننے والے ودوانوں کی لکھی ہوئی ہوں۔ ودیا کا ذریعہ سمجھی جا سکتی ہیں

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اودیا کی ماہیت کو جاننے اور ودوان بننے کے لیئے منش کو اودیا کے لکشنوں کا جاننا ویسا ہی ضروری ہے جیسا کہ ستیہ اور پوترتا کے حاصل کرنے کے لیئے ضروری ہے۔ کہ منش جھوٹھ اور اپوترتا کے لکشنوں سے واقف ہو۔ تاکہ ظاہر اصورت میں دھوکہ نہ کھائے۔ پراچین رشیوں نے اسی لیئے اودیا یعنی متھیا گیان کے لکشنوں پر وچار کر کے منش ماتر کے کلیان کے لیئے انہیں ظاہر کر دیا ہے۔ چنانچہ یوگ درشن کے ادھیائے اول کے تیسرے پاد میں مہرشی پتنجلی دیو اودیا کے لکشنوں کا یوں ورنن کرتے ہیں۔

अनित्याशुचिदुःखानात्मसु नित्यशुचिसुखात्म ख्यातिरविद्या ॥ सूत्र ५॥

ارتھ "انیتہ" اشدھ۔ دکھدائی اور اناتما میں نیتہ شدھ سکھ اور آتما کی بدھی ہونا اودیا کہلاتی ہے۔ جگت کے سارے پدارتھ اپنی شکل بدلتے رہتے ہیں۔ انکو ایک جگہ قیام نہیں انہیں ہمیشہ ایک سا قائم رہنے والا سمجھ کر سوائے دکھ کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص نیتہ ہمیشہ قائم رہنے والے جیو آتما کو انیتہ سمجھ کر ہر پرکار کے پدارتھوں کو تیاگ دیوے تو اس سے بڑھکر نادان بھی کوئی نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ناپاک شے بھوگ وغیرہ میں شدھتا کی بھاونا کرنا انت کو دکھدائی چھل اور کپٹ کو ظاہر اسکے ذریعہ سے دھن آتا ہوا دیکھ کر سکھ کا ذریعہ سمجھنا اور اناتما رتھ پتھر اور دھاتو کو نہ صرف آتما بلکہ پرم آتما سمجھ کر اس سے دکھ کی نورتی کی اچھیا کرنا انسانوں کو کلیش کا باعث ہوتا ہے۔ ان چار پرکار کی اودیاؤں کو کلیش کا پہلا حصہ مہرشی پتنجلی اس سے پہلے سوتر میں بتلا چکے ہیں۔

سنسار میں منش جیون کا ایک ماتر اودیش دکھوں سے چھوٹنا ہے۔ اور وہ تب تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اودیا نشٹ نہ ہو جائے۔ چنانچہ مہرشی گوتم اپنے نیائے درشن کے ادھیائے اول آہنک اول کے دوسرے ہی سوتر میں کہا ہے۔

दुःखजन्मप्रवृत्तिदोषमिथ्याज्ञानानामुत्तरोत्तरापाये

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

तदनन्तरापायादपवर्गः॥

ارتھ دو دکھ - بار بار جنم لینا - ادھرم انیاء وغیرہ کی خواہش - دوش - اور اگیان یعنی اودیا - انہیں سے پچھلے ہی شروع ہو کر ایک کے ناش ہونے سے دوسرے کا ناش ہو جاتا ہے - اسی طرح جب سب سے پہلا یعنی دکھ نشٹ ہو جاتا ہے - تو اُس اوستھا کو موکش کہتے ہیں؟

اوپر کے پرمانوں سے جو اول درجہ کی دلائل پہنچی ہیں - صاف ثابت ہو چکا ہے - کہ بلا اودیا کے ناش ہوئے دکھ کی نورتی نہیں ہو سکتی اور اودیا کا اندھیرا تب ہی تک انسان کو گھیرے رہتا ہے جب تک کہ ودیا کا سورج اُس کے ہردے میں پرکاشت نہ کیا جاوے - پرماتما کی کرپا کے مطابق ہر ایک منش کے اندر ودیا پراپتی کا مادہ موجود ہے - اور دکھ سے چھوٹنے کی مضبوط اور مستقل خواہش جو ہر ایک انسان کے اندر موجود ہے - بڑے زور سے شہادت دیتی ہے کہ اگر ودیا کو پراپت ہو کر ہر ایک منش کلیش سے نہ چھوٹ سکتا - تو یہ نجات کی خواہش بھی اُسکے دل میں پیدا نہ ہوتی - اب دیکھنا یہ ہے - کہ ہندو سوسائٹی کی موجودہ ذات پات کے بندھنوں اور رونگی الیٹوریہ نیم کے موجودہ تعلیم نے ہمارے ملک میں ودیا پراپتی کے راستہ میں کیا کچھ رکاوٹیں پیدا کر رکھی ہیں - کیونکہ اگر ذات کے بندھنوں کی بدولت انسان کو اس علم سے طاقت سے ہی محروم رہنا پڑے - جو منش جیون کا اُدیش پورا کرنے کے لیئے خاص ضروری ہے - تو ایسی انسٹیٹیوشن کو جڑ سے اکھاڑ ڈالنا چاہیئے -

پیشتر اس کے کہ ہم اُن رکاوٹوں کا بیان کریں جو ہمارے ملک میں برہمنوں کے ظلم کی بدولت ودیا پراپتی کے راستہ میں حائل ہیں - ہمیں یہ جتلا دینا ضروری ہے - کہ منش کی خودغرضی یہ - جب دھرم کا انکش نہیں رہتا - تب وہ ہمیشہ دوسروں کے حقوق کو چھینکر انہیں اپنی مرضی کا غلام بنانا چاہا کرتا ہے - ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ طاقت پاکر انسان ہمیشہ اپنے بھائیوں کے حقوق چھیننے کی طرف مائل ہوتا ہے - چنانچہ مذہب اسلام مسیحی اور دیگر فرقوں کی مثالوں سے دکھلایا گیا تھا - کہ ہندوؤں کی طرح انہوں نے بھی اپنے ہم قوموں کو اپنی مرضی کا غلام بنا لیا تھا جس سے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُن قوموں کو ایشور کی کرپا سے رہائی مل چکی ہے - لیکن جس قوم میں پادریوں کے فرقہ نے عوام کو اپنے قابو میں لانا چاہا۔ اُنہوں نے پہلے پہل ودیا کو اپنے ہاتھ میں لیکر عوام کو جاہل بنا دیا اور بیوقوف ہوکر جیسا کٹھ پتلی کا ناچ اُنہیں نچانا چاہا نچایا - تاریکی کے زمانہ میں یورپ کے عیسائی پادریوں نے ایسا انتظام کیا تھا کہ جو علوم اسوقت موجود تھے - اُن کے خزانے کی کنجی خود پادری ہی بن بیٹھے تھے - رومن کیتھولک پادری یہاں تک اپنی انجیل کو بیوقوف بنا چھوڑتے تھے - کہ سوائے لاطینی زبان کے عام فہم لوگوں کی زبان میں پڑھنا کرنے کا بھی کسی کو ادھکار نہیں بتلاتے تھے - اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام یورپ کسی موقع پر ایک بڑا بھاری جہالت کا میدان تھا - لیکن عیسائی مذہب کی ذات پات کے انتظام میں ایسا جزو موجود تھا - جس نے بہت جلد اُن کو جہالت کی تاریکی سے نکال دیا - یعنی ہمارے ملک کی طرح اُنہیں جنم سے کوئی برن نہیں مانا جاتا تھا - ہر ایک شخص خواہ وہ کسی خاندان میں پیدا ہوا ہو - خاص قواعد پر عمل کرنے سے پادری بن سکتا تھا - اور یہی وجہ تھی کہ آخرکار جرمنی کے ایک کسان کے لڑکے نے اُس ودیا کے دروازے کو جسکی کنجی کی پادری لوگ بڑے زور سے حفاظت کرتے تھے - عوام کے لئے چوپٹ کھول دیا۔

بھارت ورش کی وستھا اس سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی تھی - جس سختی کے ساتھ ذات پات کے بندھن یہاں قائم دکھلائی دیتے ہیں - معلومہ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی ملک اور زمانے میں بھی ایسے بندھن نہیں تھے - یہاں کی ذات پات کا انسٹیٹیوشن اپنے آپ میں ہی نظیر ہے جب ودیا کے ہوتے ہوئے ایشور کے ملنے میں بیہوش ہوکر فرقہ براہمنان نے دیکھا کہ ہم اور ذات والوں کو اپنی تابع حکومت کر سکتے ہیں - تو اُنہوں نے پہلا فرمان یہ جاری کیا کہ

स्त्रीशूद्रौ नाधीयातामिति श्रुतेः

(یعنی) ستری اور شودر نہ پڑھیں - یہ شرتی ہے - جب ایک مدت تک وید مقدس کا پڑھنا پڑھانا چھوٹ گیا جب اُس سے اُس فرقہ کے جنہوں نے اپنی خود غرضی کے باعث الیشوریہ ودیا کا

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

پھر چار عوام میں بند کر دیا تھا۔ اور کوئی وید ودیا کو بخوبی جاننے والا نہ رہا۔ تو ادھر سوارتھی برہمنوں نے قصے کہانیاں اور اپنے فائدے کے فرمان لکھ کر نئے گرنتھ پوران بنائے۔ اور عملی طور پر ویدوں کا پڑھنا ہی بند کر دیا۔ چنانچہ بھاگوت پران کے مہاتم میں صاف طور سے لکھا ہے۔ کہ ستری اور شودر کو ویدوں کا ادھکار ہی نہیں ہے۔ ان کے لئے پوران بنائے گئے ہیں۔

جب برہمنوں نے دیکھا کہ جنکی ہدایت کے لئے ویدوں کے جاننے کی ضرورت تھی وے انکے دام فریب میں پھنس چکے ہیں۔ تو خود بھی ویدوں کا پڑھنا بند کر دیا جسکا نتیجہ یہ دیکھنے میں آتا تھا کہ ابھی بیس برس سے زیادہ نہیں گزرے ہیں کہ پنجاب کے دیہاتوں کے برہمن عموماً یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ آیا وید بھگوان کسی پستک کا نام ہے۔ یا وہ بھی گرڑ بھگوان کی طرح کسی زمانہ میں انترکش میں اڑتے پھرتے تھے۔

اگر یورپ دیش کی طرح کشتری۔ ویش یا شودر ورنوں کا وبھاگ جنم پر مبنی نہ سمجھا جاتا۔ تو ممکن تھا کہ شودر آدی ورنوں سے برہمن بنے ہوئے ویدک روشنی پڑھے منش ہاتھ کے سیکھ کو لئے تعصب کا پردہ ہٹا دیتے۔ لیکن یہاں تو معاملہ ہی دیگر تھا۔ پھر نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں خود غرضوں کی قوم کے ایک دھارمک مہاتما نے پورانوں کے سامنے اناجیل کو ادم ویدی اسم اعظم سے تیز تر کر دیا اور بھارت نواسیوں کو گونج آواز اور گمبھیر شبدوں میں ایشور کی آگیا سے خبردار کیا۔ کہ

यथेमां वाचं कल्याणीमावदानि जनेभ्यः। ब्रह्मराज-न्याभ्यां शूद्राय चार्याय च स्वाय चारणाय॥

यजुर्वेद॥ अ० २६। मं० २॥

ارتھ جیسے میں نے اس کلیان کاری اتم ویدبانی کو بلا امتیاز طبقات برہمن کشتری شودر ویش ستری چانڈال تک کے لئے پرکاش کیا ہے۔ اسی طرح تم بھی ایک دوسرے کو اسکا اپدیش کرو۔

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مہرشی سوامی دیانند نے ڈنکے کی چوٹ اوپدیش کیا۔ کہ ایشور کی وِدیا کسی خاص آدمی کی جائداد نہیں ہے۔ یہ منش ماتر کی میراث ہے۔ اب مہاتما کے اوپدیش کا ہم عجیب اثر دیکھتے ہیں جہاں اکثر برہمنوں تک کو ویدوں کا مطلب تو درکنار وید دھونی بھی سننے کا موقع نہ تھا۔ وہاں شودر تو کیا یون اور چانڈال تک ایشور کے فرمانوں کو سنکر کرتیہ کرتیہ ہو رہے ہیں۔ ستیہ کو کون دبا سکتا ہے۔ وہی برہمن دیوتا جو شودروں کے سامنے وید منتر پڑھنا پاپ سمجھتے ہیں۔ مہا منڈل کے جلسوں میں عیسائی اور مسلمانوں تک کو وید سنانے کے لئے مجبور ہو رہے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ جب تک وِدیا کی لوپ ہونے کی اصلی جڑ (یعنی جنم انوسار ورن ویوستھا) کو نہیں اکھاڑا جاتا تب تک اطمینان سے بیٹھنا مشکل ہے۔

آتمک اور سماجک دھرم کی بیخ کنی

وِدیا کے لوپ کا قدرتی نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اوِدیا اندھکار میں پڑ کر منش آتمک اور سماجک سب پرکار کے سمبندھوں کو بھول جاتا ہے۔ اوِدیا سے سارا دھرم جس طرح دھرم کا ناش ہو کر منش ایشور کی کو پراپت ہوتا ہے۔ اسکا ورنن بھرتری ہری نے نیتی شتک کے تیرھویں شلوک میں بڑی خوبصورتی سے کیا ہے۔

येषां न विद्या न तपो न दानम्
ज्ञानं न शीलं न गुणो न धर्मः।
ते मर्त्यलोके भुवि भारभूता
मनुष्यरूपेण मृगाश्चरन्ति॥

اردھ "جن کو ودیا۔ ستیہ انوشٹھان۔ دان گیان۔ شیل گن اور دھرم نہیں۔ وہ اس فانی دنیا پر ایک بوجھ ہیں۔ اصل میں جانور ہیں۔ لیکن انسان کی شکل میں گھومتے ہیں"

یہ تو اس سے پہلے ثابت کیا جا چکا ہے کہ ہر قسم کی وِدیا کیا آتمک کیا سماجک اور کیا مانسک ہر ایک کا ناش کیول ورن ویوستھا کے بگڑنے سے ہی ہوا ہے لیکن

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

جو لوگ ہماری قوم کی گری ہوئی حالت کے اندر گہری نظر سے دیکھیں گے۔ انہیں معلوم ہو جائیگا کہ آہنسا اور ستیا جیسے دھرم کا ابھاؤ بھی ورن ویوستھا کو جنم پر قائم کرنیکا ہی نتیجہ ہے۔ مانسک دھرم کی نسبت ہم شخصی آزادی میں رکاوٹ کے ضمن میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ اسلئے دوسری جگہ دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن یہ بتا دینا ضروری ہے کہ یہ تینوں دھرم سناتن ہیں پہلو بہ پہلو ہم ادھیتا ہیں جب تک قائم نہیں ہو جاتے۔ تب تک منش ماتر کا سکھ جو کہ دھرم کا ادیشیہ ہے پورا نہیں ہوتا۔

ناظرین! آپ دیکھ چکے ہیں کہ ودیا کے بغیر انسان حیوان کہلاتا ہے۔ کیونکہ اپنے کرتار کو پہچان کر اس کے احکام کے مطابق اپنا جیون بسر کرنا ہی منشتو ہے۔ جو اودیا کے ناممکن ہے شیخ شیرازی نے بھی کہا ہے ؎

چو شمع از پئے علم باید گداخت
کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

لیکن ہم آپ پر ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ آہنسا اور ستیا جیسے دھرم کا نشٹ ہونا بھی ورن ویوستھا کے بگڑنے کا ہی باعث ہے

پہلے آہنسا دھرم کو لیجئے۔ آہنسا دھرم کا مہاتم یجروید کے چالیسویں ادھیائے کے چھٹے منتر میں ایسا اُتم ورنن کیا ہے۔ کہ اسکے لئے کسی تشریح کی ضرورت نہیں ہے

यस्तु सर्वाणि भूतान्यात्मन्येवानुपश्यति। सर्वभूतेषु चात्मानं ततो न विजुगुप्सते॥

ارتھ - جو منش سب پیدا ہوئے جگت کو پرمیشور میں ویاپت دیکھتا ہے اور سوکشم سے لیکر ستھول تک ہر ایک چیز میں ایشور کو ویاپک جانتا ہے۔ وہ کبھی پاپ نہیں کرتا ۔۔

ویدوں اور اپنشدوں میں پرماتما کی سمدرشٹتا پر منش ماتر کو بھروسہ دلایا گیا ہے۔ پس ایشور پریم کے انوسار ہر ایک منش اپنے پوروشارتھ سے اُس کے نکٹ پہونچ سکتا ہے۔ لیکن ذات پات کے بندھن

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہمیں بتلاتے ہیں۔ کہ جس طرح ایک پرجن منزل سے براہمن کا لڑکا سیدھا سورگ لوک کو پہونچ سکتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی پر اور اس منزل سے گذرنے کی شودر کے لڑکے کو بالکل اجازت نہیں ہے۔ اور یہ ہمیں آگیا دیتے ہیں کہ منش ماتر کا ادھیکار ہے کہ ایشور کی ستتی پرارتھنا اور اپاسنا میں مگن ہو ویں۔ ست شاستر ہمیں بتلاتے ہیں کہ گایتری منتر کا وچار سب پاپوں سے ہردے کو شدھ کر دیتا ہے۔ لیکن ذات کا خود غرض بھوت کہتا ہے۔ کہ گایتری منتر ہم کے شودر کے کان میں پڑنے سے اشدھ ہو جاتا ہے۔ اور کہ شودر کے گھر جنم لینے والے کو ہر قسم کے آتمک آنند سے دور رہنا چاہیے۔ نہ صرف یہی بلکہ یہی بیچارہ ہم کی بدولت ایک خاص فرقے نے خدا کے گھر کا ٹھیکہ لے لیا ہے۔ شودر ویش اور کشتری یدی اپنے پتا۔ اپنے سوامی پرماتما سے ملنا چاہیں۔ تو خود غرض براہمن بتلاتے ہیں۔ کہ ان کے توسط سے ہی مل سکتے ہیں۔ کیا اندھیر ہے! پتا اور پتر کے میل کے بیچ دربان کی کیا ضرورت ہے؟

اگر ہم سماج کے دھرم کیطرف نگاہ ڈالتے ہیں۔ تب بھی وہی اندھا دھند کارروائی نظر آتی ہے جگت کا انتظام اور قانون قدرت ہمیں شہادت دیتے ہیں۔ کہ ہر ایک چیز کا مان اور ستکار اس کے کرموں کے انوسار ہونا چاہیے۔ سنسار کا تماشہ ہمیں زبان حال سے پکار پکار کر جتلاتا ہے کہ اس سنسار کے بیچ جنگ میں وہی پرش کامیاب ہو سکتا ہے۔ جو زیادہ طاقت اور لیاقت رکھتا ہو۔ جب ہم آرش گرنتھوں اور رشی واکیوں کیطرف متوجہ ہوتے ہیں۔ تو یہ نکتہ اچھی طرح سے کھلتا ہے۔ کہ ہر ایک کا مان ستکار اسکی لیاقت اور اچھائیوں کے لحاظ سے ہونا چاہیے چنانچہ منوسمرتی کے دوسرے ادھیائے کے ۱۳۶ شلوک میں لکھا ہے۔

वित्तं बन्धुर्वयः कर्म विद्या भवति पञ्चमी।
एतानि मान्यस्थानानि गरीयो यद्यदुत्तरम्॥

ارتھ۔ دھن اعلےٰ خاندان زیادہ عمر اُتم کرم ودیا اور ستیہ ودیا۔ یہ پانچوں مان اور ستکار کے باعث ہیں۔ لیکن ان میں کرم سے پہلے سے دوسرا شریشٹھ ہے"

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

یا یہی جنم پروش بوستھا کا انحصار رہتا اور انکا آپس میں ایسا ہی فرق رشیوں کے زمانہ میں بھی ہوتا
جیسا کہ آج ہے۔ تو آرش گرنتھوں میں ضرور کہیں نہ کہیں اس بھید کا پتہ لگتا۔ لیکن رشیوں کا
سمے تو درکنار سمرتی کے لکھنے والے کے زمانہ تک بھی ذات پات کے جھوٹے بندھنوں کا
کوئی نشان نہیں ملتا۔ اوپر کے شلوک میں کہیں ذکر نہیں ہے کہ نالائق برہمن کل اتپن کو
لائق شودر پر فوقیت دینی چاہیئے۔ بلکہ کل کے مانے کو بھی چوتھا درجہ پر رکھا ہے۔ یہ ایسی
زمانہ کا حصہ تھا کہ ذیل کے منت شلوک بھی دھرم شاستر کا ایک حصہ سمجھے جانے لگے جسطرح
کسی خود غرض نفس پرست نے پاراشر رشی کے نام سے لکھا ہے۔

पतितोऽपि द्विजः श्रेष्ठो न च शूद्रो जितेन्द्रियः।।

ارتھ۔ " دوج پتت بھی پوجنے کے لائق ہے۔ نہ کہ شودر خواہ اندریوں کو قابو میں
رکھنے والا کیوں نہ ہو۔ "

سچی قومیت کا برباد ہونا

यं निजः परो वेति गणना लघु
चेतसाम् उदारचरितानान्तु वसुधैव कुटुम्बकम्।।

ارتھ۔ " یہ اپنا ہے اور یہ بیگانہ ہے۔ ایسا تنگدل آدمیوں کا خیال ہے۔ فراخدل آدمیوں کے
لیئے کل جگت ہی انکا کٹمب ہے۔ "

یہ مہابھارت کا شلوک ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مہابھارت کے زمانہ تک
قومیت کی اصلیت کو بھارت نواسی نہیں بھولے تھے۔ اور ویدوں کی اتی اوتم شکشا
کے اوپر برابر آچرن رکھتے تھے۔ اسوقت جبکہ چار ورن تو درکنار ایک ایک ورن کی ہزاروں
شاخیں ہندوؤں میں دکھلائی دیتی ہیں۔ جبکہ چھوٹے چھوٹے فرقوں کا یہ حال ہے کہ ایک کو دوسرا
کھاوے۔ ہر ایک گروہ دوسرے حسد کی آگ میں جل رہا ہے۔ اوپر کا واکیہ کیسا اسمبھو سا پرتیت ہوتا ہے لیکن مہابھارت
سے پہلے کیسی اپدیش شانتی اس سمواکیہ سے ملتی ہے۔ مہابھارت کے یدھ نے سچ مچ اس دیش کی
قومیت کو غارت کردیا۔ اور ہونا بھی ایسا ہی تھا کیونکہ جب کوئی قوم الشور پر اوربل کے مد میں

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُنمت ہوکر اپنے کرتار کو بھلا دیتی ہے - اور اسلئے بہائی بہائی کی جان کا پیاسا ہوجاتا ہے اُسی وقت سے اُسکے ادبار کے دن شروع ہوجاتے ہیں - پرسپر کی ایرشا اور دویش بغض اور کینہ کا نتیجہ ہوا - کہ جو قوم منش ماتر کو بھائی سمجھنے کا فخر کرتی تھی وہ اپنے خون کے خون اور جگر کے جگر کو حقارت کی نظر سے دیکھنے کے لئے آمادہ ہوگئی -

کسی بزرگ نے سچ کہا ہے ع جو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی - جب برہمن رجو کہ قوم کے رہبر تھے) ہی اپنے بہائیوں کے ساتھ نفرت اور خودغرضی کا سبق پڑہانے لگے تو اور ورنوں کا حال ناظرین خود خیال کر سکتے ہیں - سچی قومیت اُسی وقت تک قایم رہتی ہے جبتک کہ اسکی نسبت سچے خیالات انسانوں کے دلوں میں گھر کئے ہوئے ہوں - جب مختلف انسانوں کی پیدائش ہی ایک فرضی ہستی کے مختلف حصوں سے مانی گئی ہو - تو سچی قومیت کا خیال کب مستقل رہ سکتا ہے -

ویدا اور ویدانگوں میں صاف ثابت ملتی ہے - کہ اس سنسار میں منش جیون اودیش کو نہ صرف ایک شرح سے سو بلکہ پورا کر سکتا ہے - بلکہ پرانی ماتر سے بھراتری بھاو رکھنے پر ہی اسکی آتما کی اونتی نربہر ہے - چنانچہ یجروید کے چھتیسویں ادھیائے کے اٹھارہویں منتر میں لکھا ہے

दृते दृंह मा मित्रस्य मा चक्षुषा सर्वाणि भूतानि समीक्षन्ताम्। मित्रस्याहं चक्षुषा सर्वाणि भूतानि समीक्षे। मित्रस्य चक्षुषा समीक्षामहे॥

ارتھ - ہے اودیا روپی اندھکار کے دور کرنے والے پرمیشور آپ ایسی کرپا کیجئے - کہ سب پرانی مجھے مترکی نگاہ سے دیکھیں - میں سب پرانیوں کو مترکی درشٹی سے دیکھوں - اور ہم آپسمیں متر بھاو سے برتاو کریں "

ناظرین خیال کر سکتے ہیں کہ جس زمانہ میں انسان تو ایک طرف رہے حیوانوں تک سے متر تا کا برتاو کرنیکا پرچار تھا - اُس زمانہ کی قومیت کا کیا حال ہوگا - اسمیں شبہ نہیں کہ ویدوں میں

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جس علے قومیت کے قایم کرنے کی ہدایت ہے۔ حال کی شائستہ قوموں کے بڑے بڑے خیالات کے رہبر بھی اسکی سپرٹ کو کسی قدر اب سمجھنے لگے ہیں۔ اور گو عام آدمیوں میں ٹھیک طور پر اس قومیت کے آدرش کا پرچار نہیں ہے۔ تاہم زمانہ کا بہاؤ ہمیں جتلا رہا ہے کہ وہ دن دنیا کی تاریخ میں پھر آنیوالا ہے۔ جبکہ انسان پرانی (جاندار) ماتر کو اپنا بھائی سمجھنے لگیگا۔ تیسرے آرنیک کی برہمانند بلی کے پرتھم انوواک میں پھر کیسی شانتی پھیلانیوالی شکشا سُننے کو ملتی ہے۔

सहनाववतु सहनौ भुनक्तु सहवीर्यंकरवावहै।
तेजस्विनावधीतमस्तु। माविद्विषावहै॥

ارتھ۔ ہے پرماتمن ہم آپ کی سہایتا سے پرسپر ایک دوسری کی رکشا کریں۔ ایک دوسرے کی سہایتا کرتے ہوئے سنسار کے سکھوں کو بھوگیں۔ ایک دوسرے کے سامرتھ کو بڑھاویں۔ آپکے تیج کے بل سے ایکدوسری کی ودیا کو بڑھاویں۔ اور ایسی کرپا کیجے۔ کہ ہم ایک دوسرے سے دویش یا کپریتی کا برتا نہ کریں۔ بھارت باشیوں کو اُس سمے تک پرماتما سے ایسی اُتم پرارتھنا رہی جب تک کہ کومتی نے انہیں اودیا کی گہری کندراؤں میں ابھی دھکا نہیں دیا تھا۔ لیکن جُوں ہی کہ خود غرضی نے بھائی بھائی میں تفرقہ ڈالا۔ قومیت کا شبد ہی اس دیش کے کوش سے ہرن ہو گیا۔ یہاں تک کہ آج اس دیش کی بعض حصوں میں مثل مشہور ہے۔ کہ آٹھ آدمی ہیں تو نو چولہے۔ یعنی ایک کی رائے دوسرے سے نہیں ملتی۔ ہمارے دیش کے پرجوش ریفارمر قومیت قایم کرنیکے نت نئے ڈھنگ سوچتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ قوم پولیٹکل پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر کام کر سکتی ہے۔ کسی کو یہی دھن لگی ہوئی ہے کہ عقیدوں میں رفتہ رفتہ ہماری قوم ایک ہو جاویگی۔ جیسا کہ اخبار ہو پی کلکتہ میں اکثر مضامین نکلتے رہتے ہیں۔ اکثروں کا خیال ہے کہ سبھا اور سوسائیٹیاں قایم کرکے ہی ہم ایکدوسرے سے ہمدردی پیدا کرینگے۔ غرضیکہ ع ہر کس بخیالِ خویش خبطے دارد۔

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لیکن ہم حیران ہیں کہ ہمارے دور اندیش ریفارمر کس خیال میں بھولے ہوئے ہیں۔ ذریعہ کو مقصد بنانے سے بھلا کبھی کامیابی ہوئی ہے۔

ایک پولیٹیکل پلیٹ فارم پر جمع ہونا کیسے ممکن ہے۔ جب تک کہ ذات کے لیجسلیٹر نے بیجا طور پر انسانوں کی ہوئی ہے۔ عقیدوں میں ایسا راضی نامہ نہیں ہوا کرتا۔ جیسا کہ ہم روز دیوانی کے مقدمات میں ملاحظہ کرتے ہیں۔ ہمارا ورسوسائٹی کیا کر سکتی ہیں۔ جبکہ انکے ممبر ہی ایک چھوٹی رسم کی پابندی میں جکڑے ہوئے ہوں۔

اس بدقسمت ملک کو ذات کے جھوٹے بندھنوں سے چھڑانے کے لئے مختلف اوقات میں کچھ ستیہ پر قربان کرنیوالے پرش پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جو اپنے اپنے وقتوں میں قابل تعریف کام کر کے دکھا گئے۔ بنگ دیش (بنگال) میں چیتن دیو اور پانچال دیش (پنجاب) میں گورو نانک دیو کی پاک کوششوں سے بہت کچھ کام ہوا۔ مگر پوپ ڈم کی مگرمچھ کا ایسا وسیع پیٹ تھا کہ اسنے گورو نانک و چیتن دیو کی پیروں کو بھی ہضم کر لیا۔ اور آج وہ بھی ایک نیا فرقہ بنکر اسی طرح ذات کے زنجیر میں جکڑے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اسلئے جب تک کہ ہمارے ریفارمر سب برائیوں کی جڑ کو اوکھاڑنے کی کوشش نہیں کرتے۔ تب تک بھارت کی سہایتا کرنے میں ناکامیاب ہی رہینگے۔

ذات پات کا موجودہ برتاؤ اور اس سے نجات کا اپاؤ

یہ سچ ہے کہ ہمارے آریہ بھائی اپنی تحریروں اور تقریروں میں بڑے زور سے اس امر کا اظہار کرتے رہے ہیں کہ ورن ویوستھا کا جنم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن کیا آج تک کسی آریہ نے بھی عملی طور پر اس قدرتی نیم کا پالن کیا ہے؟ افسوس سے ذکر کرنا پڑتا ہے۔ کہ اس طرف ابھی تک ایک بھی مضبوط قدم نہیں بڑھایا گیا۔

ملک کے معمولی دان اور سنسکار وغیرہ میں اس نیم کا ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ لیکن اگر غور سے دیکھیے تو

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آریہ سماج کے قیام کے پہلے بھی ہندو سوسائٹی میں ایسے آدمیوں کا ہی زبانی ستکار کیا جاتا تھا۔ جو اپنے کرموں سے اسکے ادھکاری ہوتے تھے۔ اسکے ورشٹانت آپ کو اپنی ہندو بھائیوں کے روزمرہ آپ کے برتاؤ میں مل سکتے ہیں۔ جہاں رسوئی پکانیوالے میلے دھولی پوتن مصرجی کو فرش پر کھڑے ہوتے تک کی اجازت نہیں۔ وہاں جنم کے برہمن جنم کے شودر وکیل یا منصف کو اپنے سے اونچا آسن دیتے ہیں۔ ورن ویوستھا پر نیم الوسار یا نیم ورودھ عمل ہونے سے معمولی روزمرہ کے برتاؤ پر کچھہ زیادہ اثر نہیں پڑتا۔ یہ خاص خاص ہی واقعات ہیں جہاں وید برودھ ورن ویوستھا پر عمل کرنے سے انسان کو بھاری دکھ اوٹھانا پڑتا ہے۔

ہم ہندو سوسائٹی میں سوائے دو موقعوں کے اور کہیں بھی ورن ویوستھا کا جنم پر مانے کا برتاؤ نہیں دیکھتے جنمیں ایک کھان پان ہے اور دوسرا ویواہ سنسکار۔ اور انکے سوائے اس خلاف قدرت رواج پر عمل کرنا ہمارے ہندو بھائیوں کے لیئے بھی ناممکن تھا کیونکہ انسان الگ ہونے کے سبب صرف انہیں باتوں میں ایشور نیم کے برخلاف چل سکتا ہے جنمیں کہ اسکو ایشور کی طرف سے سوتنترتا (خود مختاری) دیگئی ہو۔ گویا اس کے برے مطابق ایشور نیم کے اسکو سزا ضرور بھگتنی پڑتی ہو۔ لیکن جن موقعوں کا طے ہونا صرف اپنے پر ہی منحصر نہیں۔ ان امور میں انسان ہرگز ایشور کے نیم ورودھ نہیں چل سکتا۔ کھانے پینے اور بیواہ میں صرف کھانے والے اور بیواہ کرنیوالے کی مرضی مقدم ہوتی ہے۔ لیکن دنیا کے دیگر مخلوق سے برتاؤ میں دھن زور، ودیا، حکومت وغیرہ ہی پردھان ہوتے ہیں۔ اور اسی لیئے ایسے موقعوں پر ذات پات کے زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہندو برہمنوں کو بھی شودر منصف کے لیئے جگہ چھوڑنا اور گورے منہ والے انگریز کے روبرو جھک کر سلام کرنا پڑتا ہے۔ اگر آریوں نے صرف زبانی جاہل براہمنوں کا مان کرنا چھوڑ دیا تو کیا نئی بات کی البتہ اگر کھان پان کا بندھن توڑنے اور بیواہ باہمی برابر کے گن کرم سبھاؤ رکھنے والے ستری پرش کا کرنے میں کچھہ کامیابی حاصل کی ہو۔ تو البتہ ہم کہہ سکیں گے کہ آریہ سماج کے ممبر اپنے تئیں سچے آریہ بنانے کے راستے میں ایک قدم آگے چلے ہیں۔

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چھوت چھات | براہ کا اثر تو استری پُرش کی زندگی پر مرتے دم تک رہتا ہے۔ ہم پہلے کھان پان یا چھوت چھات کے متعلق یہ دیکھتے ہیں کہ آریوں نے اپنے نیم کو پالن کیا ہے یا نہیں۔ پیشتر اس سے کہ ہم اس سوال کا جواب دیں یہ نشچے کرنا ضروری ہوگا۔ کہ کھان پان کا کہاں تک تعلق دھرم سے ہو سکتا ہے۔ اسکی تحقیقات کر لینے کھانے پینے کا پرہیز دو قسموں میں تقسیم کرنا پڑیگا۔

(۱) کِن کِن اشیاء کے کھانے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

(۲) کِن کِن اشخاص کی بنائی ہوئی چیزوں کے کھانے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

اول سوال کے جواب میں وید شاستر اور یکتی تینوں طرح کے پرمان سے ہمیں یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ تین قسم کی چیزوں کے کھانے سے پرہیز لازمی ہے۔

(الف) وہ کھانا جو کسی جان داری کو تکلیف دیکر حاصل کیا گیا ہو۔ کیونکہ علاوہ اور پرمانوں کے وید مقدس کہتے ہیں کہ ہنسا نہ کرنا ہی پرم دھرم ہے۔ بڑے آنند کی بات ہے کہ فی زمانہ آریہ سماج میں اِس نیم کی تعمیل کرنے میں بہت کچھ کامیابی ہو چکی ہے۔ اور آئیندہ بڑے زور سے کوشش ہو رہی ہے۔ جہاں ہندوں میں جنم کے برہمن تک گوشت کی ہڈیاں چھپو کی طرح علانیہ چبا کے دکھائی دیتے ہیں۔ وہاں آریہ سماج کے ممبروں کی کثرت دودھ اور اسکے اجزاء کی محبت کرنیوالی ہی دکھائی دیتی ہے۔

(ب) وہ کھانا جو دیہہ (جسم) یا آتما (روح) کو نقصان پہونچانیوالا اور انکو اپنے فرائض سے گمراہ کرنے والا ہو۔ اسمیں ہر طرح کی جسمانی اور روحانی بیماریاں پیدا کرنیوالے کھانوں کو ترک کرنا چاہیئے۔

(ج) کسی بیمار کا جوٹھا بھوجن کبھی نہ کھانا چاہیئے۔ کیونکہ ایسے عمل سے ایک انسان کی بیماری دوسرے انسان میں سرعت کر جانا کچھ اسچرج کی بات نہیں۔ شوشرت اور چکتسا کار کا یہی مت ہے۔ اِس سنہرے اصول کو ہم انگریزوں میں کیسے خوبی سے پرچلت دیکھتے ہیں جہاں ایک سفر پر سب بھائی ملکر کھاتے ہیں۔ وہاں ایک رکیبی سے کھانے میں کیسا پرہیز کیا جاتا ہے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لیکن افسوس کہ ہمارے ہندو بھائی دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ ہم دیا شاستر کو مانتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے محبت کا اظہار کرنیکے لیئے ایک تھالی میں روٹی کھاتے ہیں۔ کیا ایک تھالی میں کھالینے سے محبت پیدا ہوسکتی ہے؟ محبت پیدا ہونا قدرتی بات ہے۔ خلاف قدرت عمل کرنے سے محبت تو پیدا ہونا مشکل ہے۔ ہاں اگر ایک ہی بیماری میں دونو مبتلا ہو کر ایک دوسرے کی ہمدردی کے لائق بننا چاہتے ہیں تو دوسری بات ہے۔

سوال ۴م میں ہمیں شبد اور پرتیکش پرمانوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ میلے کچیلے بدبودار یا بیمار انسان کے ہاتھ کی بنائی ہوئی چیز کھانے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جو خود صاف رہنے کا عادی نہیں ہے وہ بھوجن بنانے میں بھی صفائی کی پروا رکھنا فضول ہے۔ لیکن ہمارے ہندو بھائی اِس اُلٹے نیم کو چھوڑ کر جنم پر ہی اِسکی بنیاد کو لے جاتے ہیں۔ برہمن کیا مجال کہ کشتری کے ہاتھ کی بنی ہوئی رسوئی کھالے۔ ویش شودر کی بنائی ہوئی رسوئی سے پرہیز کرتا ہے۔ افسوس کہ میلی بھتی والا جنم کا براہمن جسکے بدن پر کوئلے اور میل کے نشان ایک کھانچی کی مٹی کی طرح اس کے بدن کو بدصورت بناتے ہیں رسوئی بنائے تو ذرا بھی کراہت نہ آوے۔ اور اگر شدہ صاف جنم کا شودر بڑی صفائی سے بھوجن تیار کرے تو اُس سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ جنم کے لحاظ سے اُتی شودر اندر شیو گم ستک پشٹوں کے سامنے بڑے بڑے پنڈت بھی ہاتھ جوڑ کر کانپتے ہوئے کھڑے ہوں۔ اور وید کے ماننے والے شودروں سے ایسا بیجا پرہیز کریں۔ بھوجوگی اُس منو کے واک کے جسے اُن کے دھرم گرنتھ اُو شمری کی بھی اودشٹہی بتلاتے ہیں۔

आर्धिकः कुलमित्रं च गोपालो दासनापितौ एते शूद्रेषु
भोज्यान्ना यश्चात्मानं निवेदयेत् ॥

मनु० अ० ४। श्लो० २५३॥

ارتھ۔ "کسان (کاشتکار) اپنے خاندان کا متر۔ گوالا۔ خدمت گار۔ اور حجام ان سب شودروں اور اُس شودر کا جو اپنی آگیا میں اگر رہے بھوجن دوجوں کو گرہن کرنے یوگیہ ہے"۔

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اِس شلوک سے صاف پایا جاتا ہے کہ بھوجن سے پرہیز کے لیئے صرف صفائی جسمانی اور
واقفیت کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ اور کچھ نہیں۔

منو سمرتی کے اِسی شلوک کی نقل کسی قدر تبدیلی کے ساتھ پراشر سمرتی کے گیارہویں ادھیائے
ویاس سمرتی کے تیسرے ادھیائے اور یاگ ولک سمرتی کے پرتھم ادھیائے شلوک ۱۶۴ میں کی
ہے۔ جو بِستار کے خوف سے اِس جگہ درج کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

جن لوگوں کا اناج براہمن کو گرہن کرنا چاہیئے۔ اُنکی تفصیل منو سمرتی کے ادھیائے چار شلوک
۲۰۷ سے ۲۲۵ تک بخوبی لکھی ہے۔ اور اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ بلحاظ جسم اور گُن کے صرف پاپی اور
دوشٹ پُرشوں کا بنایا ہوا بھوجن نندنیہ سمجھا گیا ہے۔ لیکن تعجب یہ ہے آجکل کے خود غرض براہمن
کہ جہاں لِنگاہاری اور شرابی عیاش کھتری کے گھر کا ان گرہن کرنے سے پرہیز نہیں کرتے
وہاں دھارمک شودر سے صرف خشک سیدہا ہی مانگتے ہیں۔ شاید اِسلیئے کہ اِس طریقہ سے
آمدنی زیادہ ہوتی ہے۔

آپستمب سوتر میں بھی لکھا ہے۔

आर्याधिष्ठिता वा शूद्राः संस्कर्तारः स्युः ॥

شودر آریوں کے گھر میں بھوجن بنانے کی سیوا کریں۔ لیکن صاف رہکر۔

ہمیں اِس مضمون میں زیادہ پرمانوں کے دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور مذکورہ بالا میں جن
مہاشیوں کو پرمان کی تلاش ہو۔ وہ ستیارتھ پرکاش سمولاس دسواں صفحہ ۲۶۶ سے ۲۷۰ تک
غور سے پڑھیں۔ پھر انہیں یقین ہوویگا کہ جو کچھ ہمنے لکھا ہے۔ وید اور شاستر کے پرمان سمت ہے۔
اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے آریہ بھائی اِس اصول کی کہاں تک پیروی کرتے ہیں۔ اِسمیں شک
نہیں کہ ہمارے پنجابی بھائی تو ضرور جھوٹی چھوت چھات کو چھوڑکر اپنے بھائیوں سے کھان پان
میں کسی قدر سہایوگ بتا و سیکھے ہیں۔ لیکن ہمارے پشچم اتر دیش نواسی بھائی ابھی تک اسی

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اودیا میں پھنسے ہوئے ہیں۔ جسکے پرتاپ سے ہمیں بھارت ورش کے اتہاس میں آج کا دن دیکھنا پڑا ہے۔ آریہ سماجوں کے اتسووں میں ہی دیکھ لیجئے۔ جب کوئی مہاشہ پورب سے آجاتے ہیں۔ سارے برادری بھاؤ اور پریم کا آنند صرف انکی علیحدہ اور پوری وغیرہ پکوان کھانے سے دور بھاگ جاتا ہے۔ پرشن کیجئے کہ بھائی کیوں ایسا بیچار نہیں کرتے ہو۔ تو اس کے لیے کوئی پرمان نہیں دیتے کوئی یکتی پیش نہیں کرتے۔ صرف کہہ دیتے ہیں کہ اگر ایسا کریں گے تو برادری ہم سے علیحدہ ہو جاوگی غضب کی بات ہے کہ جھوٹی برادری کا تو اسقدر خوف اور سچے آریہ بھائیوں کی برادری میں سچائی پریم کے علیحدگی پھیلانیکا ذرا بھی خوف نہو۔

آریہ بھائیو۔ یقین جانو کہ جہاں ہندو بھائیوں کی دیا ورودھ کارروائی پوپ لیلا کہلاتی ہے وہاں تمہاری کرتوت وہاں پوپ لیلا کہلانیکے لائق ہے۔ کیا ہمیں شرم نہ آنا چاہیئے کہ ہم لکچروں میں تو زمین اور آسمان کے قلابے ملاتے ہیں۔ اپنی اودیا میں پھنسے ہوئے بیچارے ہندو بھائیوں کو سخت سست کہتے ہیں اور آپ بزدل اور کمزور بنکر دوسروں کی نقل میں بھی تاراج ہوتے ہیں۔ چھوڑ دو اس جھوٹی خوف کو اور ٹھیک ٹھیک عمل کرو ایشور کے فرمانوں پر تب ہی آنند ملیگا۔ جھوٹی برادری کی فرمانبرداری میں آنند اور سکھ کہاں۔

بواہ سنسکار

ذات پات کے جھوٹے بندھنوں کا بد اثر ایک تو بیان ہو چکا۔ اب دوسرا موقع بیان کیا جاتا ہے۔ جہاں وید ورودھ ورن ویوستھا بڑھنے کے سبب ہمارے پورانک بھائیوں نے اپنی نسلوں کا ستیاناش کر ڈالا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے یہ موقع بیواہ سنسکار کا ہے۔ وید اور شاستر جگہ جگہ تاکید کرتے ہیں۔ کہ بدھو کو ہمیشہ سدرش ور یعنی برابر کے گن کرم اور سوبھاؤ والا پرش ستری کو ملنا چاہیے۔ یہاں تک کہ سمرتی میں آگیا ہے کہ چاہے مرتے دم تک لڑکی کنواری ہی رہے لیکن گن ہین اتہات جاہل کے سپرد بواہ نہ کرنی چاہیئے۔

काममामरणात्तिष्ठेद्गृहे कन्यर्तुमत्यपि।
न चैवैनां प्रयच्छेत्तु गुणहीनाय कर्हिचित्॥ मनु॥

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپشویشیم ہمیں صاف جتلاتے ہیں کہ جب تک ایک سے دوسرے کی ہمدردی نہ ہو تب تک
دو انسان اکٹھے ملکر کام نہیں کر سکتے۔ اور ہمدردی اُسوقت تک ایک خیال ہے محال جب تک
کہ ایک کے گن دوسرے سے نہ ملیں۔ لیکن ہم اپنے ابھاگی دیش میں روز دیکھتے ہیں کہ باپ اپنے
بچیوں کو بھیڑ بکری کیطرح الوگیہ پرشوں کے سپرد کر دیتے ہیں۔ کیا محبت پدری انکے دلوں
میں جوش نہیں مارتی؟ کیا ایسی پرشن پوچھے نہیں ہیں۔ جو جھوٹی برادری کی خوف سے کنیا رُوپی
کنولوں کو کشٹ ساگر میں ڈوبا دیتی ہیں؟

ناظرین! آپ شاید اسوقت ہمپر مبالغہ کا دوش لگادیں گے۔ اور شاید یہ کہنے کے لیے تیار ہوں گے
کہ بیجا جوش میں آکر رائی کی جگہ پربت کھڑا کرکے دکھلا رہے ہیں۔ لیکن سچ جانئے۔ جو کچھ ہمنے
لکھا ہے تجربے کے بعد لفظ بلفظ صحیح لکھا ہے۔ جن صاحبان نے ہماری قوم کی موجودہ سوسائٹی کو اچھی
طرح مطالعہ نہیں کیا ہے اُن کی آگاہی کے لیے ہم ایک امر واقع انکے روبرو پیش کرتے ہیں جس سے
صاف ہو جائیگا۔ کہ اوپر کی تحریر میں ہمنے بالکل مبالغہ نہیں کیا ہے۔ اور کہ ہماری بچیوں کی تکلیفوں کے
بہت بڑے حصے کے لیے ذات کے چھوٹے بندھنوں کی بنیاد ڈالنے والے ہی ذمہ وار ہیں۔

عام طور پر کھتری جانتی ہیں کہ جب تک منیا کھتری امر دواسے کا گمنام ریفارمر اپنی بچیوں کو دکھ ساگر سے
چھوڑانے کے لیے اودت نہیں ہوا تھا۔ تب تک پنج گھر اور پنجابیوں کے اکثر فرقے صرف جہیز دینے
کو ہی لڑکیاں دیتے تھے چنانچہ مصنف کی خاندان کا بھی یہی رواج تھا۔ اتفاق سے جو چپڑوں کے
خاندان میں تعلیم کا نام و نشان نہ تھا۔ اور راقم نے اپنی اکثر بہنوں بھتیجیوں اور دیگر رشتہ دار
عورتوں کو ان جاہلوں کے یہاں اسقدر تکلیفیں برداشت کرتے دیکھا ہے۔ کہ اسوقت تک انکا
خیال کرکے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہم برابر دیکھتے تھے کہ ان لڑکیوں کے باپ جہاں اپنی
بڑی لڑکی کو تکلیف میں پھنسا ہوا دیکھتے تھے۔ وہاں دوسری لڑکیوں کو بھی آنکھ بند کرکے
اسی جلتی ہوئی آگ میں جھونک دیتے تھے۔ کیا ان پتاؤں کو اپنی پتریوں سے پریم نہ تھا؟
بیشک تھا۔ لیکن ذات کے جھوٹے بندھنوں کی زنجیر میں جکڑے ہوئے برادری کی خطرناک

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہی بھوت کا خیالی گڑا دیکھ کر سبھی سہمائی وہیں بیٹھی ہوتی ہے۔ آخر کار ایک زنجیر کا توڑنیوالا شیر نکلا یعنی لیکھرام نے شہر قصبہ گانوں کوچہ دربدر کی خاک چھان کر ہزاروں بیزبان بچوں کو اس قید سے آزاد کر دیا۔ کیا اس انپڑھ دوکاندار کی پیروی کرنیوالا ایک بھی آریہ نہ نکلیگا؟ ایشور کسو بار سے کبھی نراش نہونا چاہئے۔

اوپر کی کسی قدر لمبی مثال کیلئے ناظرین سے معافی مانگ کر ہم پھر اپنے اصلی مضمون کیطرف آتے ہیں۔ بواہ سنسکار میں جسقدر خرابیاں اسوقت واقع ہو رہی ہیں۔ اُنکا اصلی مخرج ذات پات کا بندھن ہم پہلے ہی ثابت کر چکے ہیں۔ جسقدر زیادہ وسعت ور اور کنیا کے پسند کرنے کیلئے دیجاوے۔ اُتنی ہی زیادہ بواہت استری اور پرش آنند میں رہ سکتے ہیں۔

چارلس ڈاروِن انگلستان کا مشہور تتووتیا اپنی کتاب **منش کی بنساولی** میں لکھتا ہے "انسان اپنے گھوڑوں۔ مویشیوں اور کتوں کو ملانے کے پیشتر انکی شجرہ نسب اور چلن کی بڑے احتیاط سے پڑتال کرتا ہے۔ لیکن جب اپنے بواہ کی طرف آتا ہے تو ایسی احتیاط شاذ و نادر ہی کبھی نہیں کرتا۔ اُسکو حرکت دینے والے قریباً وہی جوش ہیں۔ جو کہ حیوان مطلق کو حرکت دیتے ہیں۔ جبکہ اسکو اپنی آزاد مرضی پر چھوڑا جاوے گو وہ اتنی اسبات میں بڑھ کر ہے۔ کہ مانسک نیکیوں اور خوبصورتیوں کو زیادہ قیمتی سمجھتا ہے۔ لیکن وہ انتخاب سے نہ صرف اپنی اور اپنی اولاد کی جسمانی بناوٹ کو بہت کچھ فایدہ پہونچا سکتا ہے۔ بلکہ اُن کی عقلی اور اخلاقی توصیفوں کو بھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (بواہ دیشوں میں) ہر ایک انسان کے لیے کھلا مقابلہ ہونا چاہئے۔ اور سب سے زیادہ لایق انسان کی زیادہ کامیابی اور زیادہ تعداد اولاد کی پرورش میں قانون یا رواج کی کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہئے"۔

پیارے بھائیو! ذرا سوچو تو سہی۔ اگر کوئی شخص آپکی مرضی کے خلاف آپکے روبرو بھوجن رکھتا ہے۔ تو آپ اسے سویکار کرنے میں دریغ کرتے ہیں اور اپنے پہننے۔ کھانے۔ رہنے بیٹھنے میں کسی دوسرے کا دخل پسند نہیں کرتے۔ یہ کیوں؟ صرف اسلیے کہ آپکی طبیعت

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہ سمجھنے کے سبب دوسری شخص کا وچن آپ کے لیے سکھدائی نہیں ہو سکتا۔ لیکن افسوس کہ جہاں آپ ایسی ایسی چھوٹی باتوں میں جنکا اثر شاید چند منٹ سے زیادہ نہیں رہتا ایسی احتیاط کرتے ہیں۔ وہاں اپنی بچوں کے ایک ایسی کام میں سوشیل رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں۔ جسپر کہ انکی ساری زندگی کی خوشی یا رنج منحصر ہے۔

ویدوں میں بواہ کی آگیا دیتے ہوئے پرماتما نے شکشا دی ہے۔ کہ جب تک ستری سدرشن دو کو پراپت نہیں ہوتی۔ تب تک گرہست آشرم کو سپھل نہیں کر سکتی۔ چنانچہ رگوید منڈل ۵ سوکت ۳۷ کے منتر ۳ میں لکھا ہے۔

वधूरियं पतिमिच्छन्त्येति य ईं वहाते महिषीमिषिराम्। आस्य श्रवस्याद्रथ आ च घोषात् पुरू सहस्रा परि वर्त्तयाते॥

ارتھ۔ جو سب طرح کا امتحان کرکے۔ اُوتم کُل میں پیدا ہوئی ہے۔ ودیا اور شُبھ گنوں سے آہوت دوکی اچھیا کرنیوالی ہرنے کو پریہ ستری کو پراپت ہوتا ہے۔ اور جو بواہ سے اپنے سوامی کی اچھیا کرتی ہوئی یہ ستری اپنی سدرشن ہرنے کو پریہ پتی کو پراپت ہوتی ہے۔ وہ پتی یا ستری اس گرہستھ آشرم میں سب طرح کے ایشوریہ حاصل کرتے ہیں۔ وہ رتھ کے سمان آپس پریہ بچن بولیں۔ اور سب گرہستھ آشرم کے بھار کو اوٹھا سکتے ہیں۔ اننت اُتم کاریوں کو سدھ کر سکتے ہیں۔

کیا افسوس کا مقام نہیں ہے۔ کہ دنیا بھر میں اول درجہ کی تعلیم کی موجودگی کے باوجود ہم اپنی بچوں کے ساتھ بھیڑ اور بکری کیطرح سلوک کرتے ہیں۔ اور اس انسٹیٹیوشن کو درست کرنے کی بالکل کوشش نہیں کرتے۔ جسکے بگڑنے سے ہمارے سب کام خراب ہو رہے ہیں۔

نتیجہ اب تک صرف یہہ جتلانا باقی تھا ہے۔ کہ عملی طور پر ہم کیونکر ورن ویوستھا کو درست کر سکتے ہیں اور ذات کے جھوٹے بندھنوں کو توڑ سکتے ہیں۔ ہمارا اتفاق ان مہاشیوں سے بالکل

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہیں ہے - جو سمجھتے ہیں کہ زمانہ خود سب اصلاح کر دیگا - ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ زمانہ کیا
ہے اور وہ کسطرح کام کرتا ہے - زمانہ ایک بیجان چیز ہے - زمانہ کو بنانیوالی منش سماج (انسان
سوسائٹی) ہے - اور منش سماج بہت سے منشوں کا مجموعہ ہے - اسلئے جبتک ایک ایک منش جو
سوسائٹی کا ممبر ہے - حرکت نہیں کرتا تب تک زمانہ رنگ بدل نہیں سکتا ہربرٹ
سپنسر زمانہ حال کی سوشیل فلاسفی کے محقق کا قول اس بارے میں آب زر سے لکھنے
کے قابل ہے - انہوں نے اپنی کتاب سٹڈی اف سوشیالوجی میں لکھا ہے "یہ امید کرنا کہ سوسائٹی
آگے بڑھیگی جبتک ہیں کہ وہ ممبران سوسائٹی بے حرکت ہیں یعنی یہ کہنا ہے کہ سوسائٹی بلا
کارکن کے آگے بڑھیگی - ہر ایک منش کا جسکے دل میں کہ ایسی رسم سے جو کہ کسی غیر تہذیب یافتہ پورانے
زمانہ کا بقایا ہیں - ناراضگی پیدا ہوتی ہے - اور جسکے دل میں خاص برائیوں سے نفرت پیدا ہوتی ہے
فرض ہے کہ اپنے جوش میں آئے ہوئے خیالات کو طاقتوں کے اس مجموعہ کا ایک جز سمجھے جس سے
کہ ترقی لائی جاتی ہے - اور ایسے منش کا فرض ہے کہ اپنے خیالات کا جوش مناسب عمل میں نکالے۔"
جبتک ہم بیحس و حرکت ہیں - زمانہ ترقی کر نہیں سکتا - ہمکو نہایت ہنسی آتی ہے - اپنے بعض
تعلیم یافتہ بھائیوں پر جو باوجودیکہ ترقی کی چوٹی پر پہنچے انکو ہم سے چار زینے آگے بتاتے ہیں ہمارے
ایشور اور وید پر وشواس کو ضعیف الاعتقادی کے نام سے پکارتے ہیں لیکن جسوقت عملی طور
پہ کارروائی کا موقع آتا ہے تو ع حکم جو روح ہے از حکم خداست - کے مسئلے پر عمل کرتے ہیں
اور ع ہرچہ جو روح ہے بگوید پوشیدہ راست - کہکر بجی - دیوار اور الم غلم ہر ایک چیز کی پوجا کرنی
کو تیار ہو جاتے ہیں ہمنے اکثر اپنے تعلیم یافتہ دوستوں کو سوشیل آزادی کے میدان میں آزما کر دیکھا -
لیکن سچائی اور دلیری سے کام کرتے ہوئے کسی برے کو ہی پایا - چوری چھپے تو ہوٹلوں میں
منہ چاپ بھی اڑا جانیکو تیار - لیکن جب کسی رشتہ دار کی - وہ بڑے میاں کمہار نے لیمونیڈ
کا گلاس بھر کر دیا - تو انکاری ہو گئے - ہمارے اکثر ولایت سے واپس آئے ہوئے بھائیوں نے خصوصا
ان بارے میں بہت کمزوری دکھلائی ہے - بیجا چھوت چھات کے چھوڑنے میں تو کسی قدر

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عنی کا سوائی دکھائی بھی دیتی ہے۔ لیکن جب بواہ کا معاملہ درمیان آتا ہے۔ تو مطلع بہی صاف نظر آتا ہے۔ بڑے بڑے تعلیم یافتہ اور آزاد طبع بھائی بھی اُسی محدود دائرے کے اندر بواہ کرنا پسند کرتے ہیں۔ جو کہ ان کے لیے بعقل پُرانے لوگوں کے قسمت نے کھینچ دیا ہے۔ ہماری رائے میں اگر مضبوطی اور ثابت قدمی سے ذیل کے چند اصولوں پر ہمارے آریہ بھائی اور سوشکشت بھائی کاربند ہوں۔ تو بہت جلد ورن بیوستھا سُدھر سکتی ہے۔ (۱) اپنی لڑکیوں کے لیے بر تلاش کرنے میں بجائے اسکے کہ پرانے طریقے کے مطابق اونچے گھر تلاش کرنے کا فکر ہو مصروف ور اور کنیا کے گُن کرم اور سوبھاو کے مطابقت کا لحاظ رکھیں۔ اور اپنی بواہوں میں تو ضرور اس نیم کو مدنظر رکھیں۔ کیونکہ اسوقت اکثر افسوس سے دیکھا جاتا ہے۔ کہ جب کبھی کسی تعلیم یافتہ نوجوان کو بواہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو پھر چار گھر اور ڈہائی گھر کی پخ لگائی جاتی ہے۔ (۲) سوائے ایک گوت اور پتا کی چھ پیڑھیاں اور ماتا کی چار پیڑھیاں چھوڑنے کے اور کسی سماجک نیم کو ہم بواہ کے سمبندھ ہونے میں حارج نہ ہونے دیں۔ بواہ کے دائرے کو فراخ کریں۔ اور بخوف ہو کر جنم کے ورن بیوستھا کو توڑ ڈالیں۔ اسمیں برادری سے علیحدہ ہونیکا بھی بالکل خوف نہ کریں۔ اگر اپنی بناوٹی برادری میں سدرش ور نہ ملے۔ تو اُس سے باہر تلاش کرنا لازمی ہے۔ کیونکہ ایوگیہ کے سپرد سوشکشت لڑکی کو کرنا مہاپاپ ہے۔ (۳) آریہ پُرش بواہ میں یہ لحاظ ضرور رکھیں۔ کہ ور اور کنیا دونوں کے وشواش دہرم وشہ میں ایک ہی ہوں۔ اسجگہ اسقدر گنجائش نہیں ہے کہ زیادہ مفصل طریقے لکھے جاویں۔ اور نہ اسکی ضرورت ہے۔ کیونکہ اسوقت بہت کم پڑھے لکھے آدمی ایسے ہونگے جو ورن بیوستھا کے درست کرنے کی ضرورت کو محسوس نکرتے ہوں۔ اور سچے دل سے اُس قدرتی ورن بیوستھا کا پرچار نہ چاہتے ہوں۔ جو ایک سمے اس پرچین دیش اور قوم میں پرچلت تھی۔ لیکن اس امر کا وچار کرنا ضروری ہے۔ کہ زیادہ مشکلات جو پرانے لوگوں کی مخالفت کے سبب سے درمیان آوینگی۔ ہمکو کہاں تک نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ اسمیں شبہ نہیں کہ ہمکو ہر ایک قسم کی تکلیفیں اور کشٹ اوٹھانے کے لیے تیار ہونا چاہیے۔ کیونکہ صدیوں کی بگڑی ہوئی

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رسوم کا منسوخ کرنا کوئی سہل بات نہیں ہے۔ جن رسوم نے قوم کے اندر گھر کیا ہوا ہو انکی بیخکنی کوئی آسان کام نہیں۔ لیکن ریفارمرونکی آسان کاموں کے لیئے ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ اسوقت ہماری سپرد۔ ہاں۔ آریہ سماجکے سبھاسدوں کے سپرد بڑی بھاری اور قیمتی امانت کیگئی ہے۔ پرماتما کی دیا سے صدیونکی جہالت اور تاریکی کے بعد ویدکی روشنی ہمکو عطا کیگئی ہے اگر ہم اس روشنی کو پاکر چپ چاپ بیٹھے ہیں۔ اور آیندہ نسلوں کے لیئے کشٹ اور کلیش کے ڈرسے۔ کوئی یادگار نہ چھوڑ جائیں۔ تو نہ صرف اپنے آتما کا ہی خون کرینگے بلکہ ہماری آیندہ نسلیں ہمکو نفرت اور حقارت سے یاد کرینگی۔

آریہ سنتانو! یادی تم ویدروپی کھڑگ سے ذات کے بھیانک بھوت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لیئے تیار نہیں ہوتے۔ تو تم پرناستک پن اور آتمک گھاتی ہونیکا دوش لگتا ہے۔ کیا جنم پروِرتی ہوسیتھا کو قایم رکھکر تم آستک کہلا سکتے ہو۔؟ کبھی نہیں! کیونکہ تب تو ایشور کی دیہہ مان کر ہی اسکے منہ میں سے براہمن نکالے جا سکتے ہیں۔ کیا اشپرہ سعد کھا پڑ کو پوجیہ مان کر تم رشیوں کے سنتان کہلا سکتے ہو۔؟ کبھی نہیں! کیونکہ رشی تو چنڈال کل میں پیدا ہو کر بھی برمہہ رشی کہلائے۔ اور جگت کے ادھار میں تت پر رہے۔ کیا اپنے شودرکل و تین بھائیوں کو ہمیشہ کے لیئے غلام بنا کر تم آریہ کہلا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں! کیونکہ سرشیٹ پرش انیاء سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ اور آخر میں میں پوچھتا ہوں۔ کہ کیا ہر ایک سچائی اور دلیری کا خون کر کے بھی تم دھارمک کہلانے کے ادہکاری ہو سکتے ہو؟ ہرگز نہیں! کیونکہ کشٹ اور کلیشوں سے ڈرنے والے دہرم پتھ میں چل نہیں سکتے۔

क्षुरस्य धारा निशिता दुरत्यया दुर्गम्पथस्तत्कवयो व
दन्ति॥८॥

"دہرم کا راستہ باڑ ہدار چھری کیطرح چلنے میں دکم دکشٹ دینے والا) ہے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایساتت کے جاننے والوں نے کہا ہے ،،

ہے ودوان اور اودوان کے مالک! ہے راجا اور پرجا کے سرجن ہار! ہے دھرم بل کے دینے والے پتا! دیا کر۔ کرپا کر۔ "تاکہ

بھارت کی بھولی ہوئی سنتان

تیرے ست کے روبرو

سنسکار

ان

ورسنسارک الشوریہ کی کچھ حقیقت نہ سمجھے

ओ३म् शान्तिः शान्तिः शान्तिः ॥

سماپت

पुस्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

اشتہار

ست دھرم پرچارک

زبان اردو میں ہر پنجشنبہ کو جالندھر شہر مطبع ست دھرم پرچارک سے شایع ہوتا ہے۔ آج تک سالہا سال سے اور ملکی و شخصی بے تعصبی سے بحث کرنا اس اخبار کا خاص مطلب ہے آریہ سماج اور دھرم کے متلاشیوں کو اس اخبار سے خاص محبت ہے۔ قیمت سالانہ معہ محصول عہ بلا محصول عہ

درخواستیں مینیجر مطبع ست دھرم پرچارک کے نام آنی چاہئیں۔

ویدک دھرم پرکاش

اگر ویدک دھرم کی اصلیت اور بزرگی سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس رسالہ کو ضرور منگایا کرو۔ اسی رسالے کے سلسلے میں نسخہ ورن بیوستھا کو نمبر اول سمجھنا چاہیے۔

قیمت سالانہ باہر والوں سے معہ محصول عہ ۱۱ر

شہر والوں سے بلا محصول عہ۔

قیمت پیشگی وصول کرنیکا تہیہ پکا ہے۔

المشتہر

منشی رام ورما پلیڈر۔ ایڈیٹر رسالہ ویدک دھرم پرکاش جالندھر

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

التماس

اس کتاب کے چھپنے میں کئی رکاوٹیں وغیرہ ہو گئیں۔ موسم کی سختی مجھ کو اور کام کی اسقدر کثرت تھی کہ میں مضمون کو ٹھیک طور سے ترتیب نہ دے سکا۔ اسی لئے جلدی میں اکثر جگہ غلطیاں بھی رہ گئی ہیں۔ ہندی مان پاٹھک گن خود درست کر لیویں گے اور مجھے کشما کریں گے۔ چھپائی بھی خاص بوجہ سے کسی قدر خراب ہوئی۔ درمیان میں کاغذ عمدہ نہ ملا۔ اس لئے چند صفحے کتاب کے معمولی کاغذ پر چھاپنے پڑے۔ اس لئے جب بھول ہے اپنے پاٹھک گنوں سے معافی مانگتا ہوں۔

جو مہاشے مضمون کی رنگینی اور عبارت کی بلاغت ملاحظہ فرمانے کی امید پر اس کتاب کو کھولیں گے انہیں ضرور مایوسی ہو گی لیکن جو دل شیدائی بہادر پرش صرف سچ کی تلاش میں اسکو ایک تصنیف ناچیز جز فہم کر اسکا مطالعہ کریں گے انکی منت صلاح فیاضی۔ راقم

منشی ایم ورما

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar